

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۳۹ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۸ دسمبر ۱۹۱۱ء | نمبر ۴۹

گلدستۂ اخبار

سرحدی وادی کورم کا مشہور مفرور لٹیرا وسمی مرزا خان متصل صدہ قتل کیا گیا ہے۔

یہ بدمعاش جیلخانہ لاہور میں قید تھا۔ یہاں سے فرار ہو کر سرحدی لٹیروں کا سرگروہ بن گیا تھا۔

حیدرآباد سندھ کے عام جلسہ میں طے پایا کہ اگلے سال نیشنل کانگریس کراچی میں مدعو کی جاویگی۔

دہلی کی شہنشاہی رسموں میں چار تخت کام آوینگے وہ کلکتہ میں بنائے گئے ۸۰ ہزار روپیہ لاگت ہے۔

آریہ سماج کا ایک دوسرا گوروکل فرخ آباد میں ہے۔ وہاں سے متھرا میں لاتے ہیں۔

دہلی میں وزیران و درباریان کی پچاس ٹرینیں روزمرہ آتی ہیں۔ رونق کی تعریف ناممکن ہے۔

مسٹر سی رستم جی جج الہ آباد ۳۵ سالہ خدمت کے بعد ریٹائر ہوتے ہیں۔ ولایت میں آباد ہونگے۔

بمبئی کے علاقہ پنچ محال کی امداد قحط کے لئے لوکل گورنمنٹ نے دو لاکھ سے زیادہ منظور کیا ہے۔

ہائیکورٹ کلکتہ کی ایک ججی مولوی شمس الہدیٰ کو ملیگی۔ ایک مسٹر ٹوین کو تیسرا جج ولایت سے آویگا۔

انقلاب چین کے باعث منگولیا و تبت بھی خود مختار ہو گئے چینی ترکستان میں بھی سرکشی کے آثار ہیں۔

جنگ ٹریپولی کی بابت ۲۹ کی خبر دیا سے ہے وہ ۳۰ کو بنغازی کی لڑائی کی بابت دی گئی ہے۔

بنغازی سے فوج اٹلی کا ایک دستہ دشمن کی دیکھ بھال کرتا تھا جو کہ چوری سے نشانے مارتے تھے۔

دستہ مذکور نے عربوں کے ایک گروہ کو گھیر لیا وہ بے خبر تھے۔ نتیجتاً لڑائی کی نوبت آئی۔ دفعتاً

نتیجہ لڑائی کا اٹالین کے حق میں تھا۔ عربوں کا سرگروہ تقریباً معدوم کیا گیا۔ ہوش آیا۔

پورٹ سعید میں بھی بے تار کے برقی پیغام رسانی کا سلسلہ قایم کیا گیا۔ مسافران ولایت کو فایدہ ہوگا۔

مصر میں انتظام کیا گیا کہ جنگ ٹریپولی کی جھوٹی خبریں نہ چھپا ہیں۔ اٹلی سے مصدقہ خبریں دی جاوینگی۔

شہنشاہ معظم کی رونق افروزی کی خوشی میں ہندوستان میں جلسوں اور خیراتوں کا شوق جا بجا گرم ہے۔

ایران کے متعلق روسی پالیسی کی تائید کی گئی ہے۔ اور یہ بھی بتلایا ہے کہ ایران گورنمنٹ ہوشیار نہیں۔

مدراس میں بھی ایک راجکمار کالج قایم کرینگے۔ مہاراجہ صاحب بابلی کی تحریک پسند کی گئی۔ مبارک

اتوار گذشتہ کی لڑائی کی خبر سرکاری مراسلوں میں دی گئی جس میں اٹالین کی فتوحات قطعی ہیں۔

ٹریپولی کی پہلی پینز ترکوں سے چھین لیں۔ اٹالین فوج کی استقلال کی بڑی تعریف ہے۔

لڑائی مسلسل تھی جان توڑ کر لڑے۔ اندازہ نقصانات تاہنوز ناممکن ہے۔ ترکوں کا نقصان زیادہ تھا۔

اٹالین نے قدم قدم پر باغات خالی کرائے۔ گھوڑوں پر قابو پایا۔ تب آخری دھاوا کر کے ہاتھ دکھائے۔

آخرکار ایک میدان عبور کر کے ہانی میری کے مورچے تمام چھین لئے۔ ترک دل کھول کر لڑے تھے۔

جمعہ کی خبر دیا سے آئی کہ اتوار کی جنگ ٹریپولی میں اٹلی کے ۹۰ مقتول ۴۰۰ مجروح تھے۔

اسی روز کی جنگ ڈرنا میں کل ۴۹ اٹالین کام آئے ترکوں کا نقصان علاوہ شکست عظیم ہے۔

عجوبۂ مطلب — جو چین کا ملک افیون کے زور کا رنگ دکھا چکا ہے اور جاپان کا ملک ذات پات کے بندھن توڑ کر دکھا چکا ہے وہی ہندوستان شراب کے ... سے ... کر سکتا ہے ... بلی ماراں دہلی۔

اخبار کی بہار

کیمسٹری کے متعلق نوبل پرائز جو گورنمنٹ کی طرف سے ۸ ہزار پونڈ کے پانچ مقرر ہیں اُن میں سے ایک میڈم کیوری عالم کیمیا دان کی ریڈیم کی معلومات کے لئے ملا ہے۔

ولایت کے مقام برسٹل میں ایک مشہور خاندان ولیس نامے نے تمباکو کی سوداگری سے بڑی بھاری دولت پیدا کی ہے جس کے اعداد و شمار معصر سٹیٹس مین نے مندرجہ ذیل تعداد میں ظاہر کئے ہیں۔ مسٹر ہینیڈی ہی او ڈھن ولیس نے ۲۰ لاکھ پونڈ اپنی موت کے بعد چھوڑے ہیں اور ان کے ایک رشتہ دار سر لن ڈ نوسٹاک نے ۸۰ برس کی عمر میں مرتے وقت ۱۰ لاکھ پونڈ چھوڑے ہیں۔ اور سر ایڈورڈ پین ولیس جو ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو ۷۶ برس کی عمر میں مرے ۲۵ لاکھ ۸۰ ہزار ۵۹۵ پونڈ چھوڑے تھے۔ اور سر فریڈرک ولیس نے جو اس کا بھائی تھا جو سنہ ۱۹۰۹ء ۱۸ فروری کو ۷۰ سال کی عمر میں مر ۲۹ لاکھ ۱۸ ہزار ۱۲۵ پونڈ چھوڑے۔ اور اس خاندان کے ایک شخص ایک مسٹر آرتھر ہمپس مپلٹن ولیس جو سنہ ۱۹۰۵ء میں مر ۲۱ لاکھ ۸ ہزار ۲۷۱ پونڈ چھوڑ کر کے مرا۔ اس خاندان کے ۳ ممبروں نے بیرن کا درجہ حاصل کیا اور ایک پیریج کے درجے تک ملک کے امراؤں میں پہونچا۔

کارونیشن دربار کے دن نکل دہات کے کارونیشن تمغے پنجاب کے تمام سکولوں کے طلبا کو جنکی تعداد اغلباً ۲½ لاکھ ہوگی سرکار کی طرف سے اور مختلف مجالس کی طرف سے تقسیم کئے جائیں گے۔ یہ تمغے بمبئی کی ٹکسال میں ڈھلوائے گئے ہیں۔

ہندوستان میں جعلی روپے بہت سے جاری ہیں معلوم ہوا ہے کہ ضلع میمن سنگھ اور ضلع ڈھاکہ میں جعلی روپے بکثرت بنائے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ تحقیقات کر رہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سب سے زیادہ جعلی روپے ان دو اضلاع میں بنتے ہیں۔

طرابلس سے جو سرکاری تار موصول ہوئے ہیں وہ ظاہر کرتی ہیں کہ ترکوں اور عربوں کے حملے اطالین لائنوں پر برابر جاری ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اطالیوں نے توپ خانہ اور پیدل پلٹنیں اپنی سپاہ کو جو مقام سیدی مصری میں مقیم ہیں۔ مدد دینے کے لئے بھیجیں الا وہاں روشنی کے گرے چھوڑنے والی توپیں بھی انہوں نے جڑہائیں۔ لیکن تنیم دربان بازان ترک و عرب نے کل سے پھر کر ایک اور حملہ کیا۔ طرابلس میں موسلے دہار بارش ہو رہی ہے۔

موضع مقودان نظامت برنالہ ریاست پٹیالہ میں ایک زمیندار نے ۵۰ کا تاک کر ایک ۱۵ سالہ لڑکے کو قتل کر دیا جسکا باعث یہ تھا کہ اس لڑکے نے زمیندار کے کھیت سے گنی کی دو گڈی توڑلی تھیں۔ ملزم گرفتار ہو گیا ہے۔

طرابلس میں کوئی خاص دلچسپی کی بات بھی نہیں ہو رہی ہر حرف دو اطالین اسے سرکاری رپورٹیں ملتی تھیں۔ ممالک غیر کے تمام نامہ نگار طرابلس سے چلے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اطالین وقتاً فوقتاً نخلستان میں سے ترکوں اور عربوں کو ہٹاتے رہتے ہیں۔ اور ترک و عرب وقتاً فوقتاً حملے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان میں محض مٹھ بھیڑ سی ہو جاتی ہے۔ اور کوئی بڑا مقابلہ نہیں ہونے پاتا۔

سُنا جاتا ہے کہ ٹرپولی کے اعراب عربوں نے اپنے ملک کے تالابوں اور کنوؤں میں زہر ڈالکر آپ پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے ہیں۔

دہرہ دون میں طاعون پہونچنے کی وجہ سے حضور وائسرائے نے حکم دیا ہے کہ دیرہ دون سے دہلی میں آنے والوں کو دس روز تک زیر حفاظت رکھا جاویگا۔

تار کی بہار

مہمند ابور — جنرل کمانڈنگ افسر صاحب مہمند ابور ۲۲ نومبر کو رونگ سے تار دیتے ہیں کہ ٹیلیگراف لائن ٹوٹ جانے کے باعث وہ ۲۱ نومبر کو کوئی رپورٹ نہ بھیج سکے۔ ۱۰ نومبر کو کئی صبح پارٹیاں دشمن کی تلاش میں روانہ کی گئیں نمبر ۸ گورکھا پارٹی نے ابوروں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے چند آدمی قتل کئے اور ایک بندوق اور زہر آلودہ تیروں کا ایک بنڈل ان کے ہاتھ آیا۔ دوسرے گورکھا پارٹی نے بھی دشمنوں کی ایک قلیل جماعت پر گولیاں چلائیں۔ اور دو آدمیوں کو زخمی کیا۔ تیسری پارٹی نے جو ابوروں کی تلاش میں گئی ہوئی تھی۔ ایک محفوظ مکان پر ایک پارٹی کو جنگ کے لئے آمادہ پایا۔ ہماری کمپنی کو دیکھتے ہی انہوں نے تیروں کا مینہہ برسایا۔ اور گولی بھی چلنی شروع ہو گئی جس سے اٹھوا اس کے ایک تیر لگا جس سے خفیف زخم آیا کپتان بیچر اور ایک رئفل بردار تیروں سے خفیف زخمی ہوئے دشمن کے آٹھ آدمی قتل ہوئے۔ بارش کی وجہ سے زمین پر پانی کھڑا ہے۔ لیکن فوج کی صحت عمدہ ہے۔

بمبئی کی خبر ہالینڈ انیڈ کمپنی کے دو انگریز ایک موٹر کی کشتی کی آزمائش کے لئے تھوڑی دور سمندر میں گئے چلے تو گئے۔ مگر آتی دفعہ کشتی کی کوئی کل بگڑ گئی جسکے باعث کنارے کی طرف آنے کی بجائے وہ کشتی بحر ہند کی طرف بہ چلی۔ مگر افسوس کہ کوئی جہاز دکھائی نہ دیا آخر کار دو تو اور تے روز تیسرے پہر بمبئی سے تھوڑی دور فاصلہ پر پورٹ کمشنر ان کی کشتی آپہونچی۔ جس کے ذریعہ وہ دونوں انگریز صاحبان بچائے گئے۔



فہرست مضامین

نور افشان

لودیانہ جمعہ ۸ دسمبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹوریل نوٹس

Welcome!

Welcome!! Welcome!!!

خوش آمدید! خوش آمدید! خوش آمدید!!!

شاہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ معظمہ اور ولایت کے ارکان سلطنت جو شاہنشاہ کے ہمراہ تشریف لائے ہیں مبارک ہوں راجگان و مہاراجگان جو دور و نزدیک سے رونق افروز جلسہ ہوئے ہیں مبارک ہوں۔

اور تمام حاضرین جلسہ خواہ کسی درجے اور مرتبہ کے ہوں مبارک ہوں۔

بلکہ اس گرانبہا موقعہ پر تمام باشندگان ہندستان مبارک ہوں۔

God save the Emperor

ہمارے شہنشاہ کو ہندوستان میں تشریف لانا مبارک ہو

ہمارا شاہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ معظمہ خدا کے فضل سے آج ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ اس لئے یہ خاص طور سے مبارکبادی اور دلی مسرت کا موقعہ ہے۔ اس مبارک موقعہ پر جتنی بھی خوشی منائی جاوے وہ تھوڑی ہے۔ دہلی جس نے بہت سے شاہان قدیم کو اپنے تخت پر جلوس فرماتے دیکھا ہے آج خاص فخر حاصل کر رہی ہے کہ انگلستان کا عالیشان بادشاہ اس کے دارالخلافہ میں قدم رکھکر اس کی وقعت کو پیشتر سے زیادہ چڑھا رہا ہے۔ جس کا ذکر تواریخ میں اس کی بزرگی اور شہرت کا باعث ہوکر دیر تک یاد رہیگا۔ یہ تاجپوشی شہنشاہ ہند کے عالی اور پرشان عہدے کے لحاظ سے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ ایک بڑی قابل دید اور لایق یاد کا جشن ہے جس کی یہ اپنی پہلی نظیر ہے۔

موقعہ تاجپوشی شہنشاہ جارج پنجم کشور ہند

ناظرین نور افشاں کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک معظم ہمارے ملک میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ اور ان کے قدم مبارک سے ہمارے ملک کی رونق و شان آج ہفت چند زیادہ ہو رہی ہے۔ حاکم خوش ہیں رعیت خوش ہے۔ اور ادنی و اعلی سب اس خوشی میں حصہ لے رہے ہیں۔ روشنی سے جو اس موقعہ پر ہر جگہ ہوگی تمام ملک روشن ہو جاویگا اور دیر سے بڑی بڑی تیاریاں اس جلسے کی عظمت اور شان کا پہلے ہی سے پتہ دے رہی تھیں۔ ایسا نادر موقعہ دیر کے بعد دہلی کی زمین کو دیکھنے میں آیا ہے۔ اگرچہ شاہان قدیم کی تاجپوشیوں کے موقعوں پر ایسے جلسے ہوئے ہونگے۔ پر برٹش گورنمنٹ کی اولوالعزم سلطنت کے دور دوران میں جس کا دخل دنیا کے تمام حصوں میں پایا جاتا ہے اس موقعہ کا آنا بڑا بھاری تواریخی واقعہ ہے جو دیر تک یاد رہیگا۔ ہماری مہارانی ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ کے وقت میں جو ترقی اس سلطنت کو ہوئی ہے۔ وہ خدا کے فضل سے اب تک جاری ہے اور تمام ملکوں مقبوضہ میں امن و صلح موجود ہے۔ کیونکہ برٹش گورنمنٹ کا سب سے اصلی مقصد صلح اور امن اور ملکوں کو ہر طرح کا فائدہ پہونچانا ہے۔ شکر کا مقام ہے کہ اس سلطنت مسیحی میں مذاہب کو پوری آزادگی حاصل ہے۔ اور ہر مذہب والا اپنے عقیدے کے مطابق آزادگانہ طور سے بود و باش کر سکتا ہے اور ہر ایک مذاہب کو یکساں حق حقوق حاصل ہیں اپنی محنت سے جو کوئی جتنا چاہے اپنے مذہب کی اشاعت کو واجبی طریقوں سے بڑھا دے اس کی کوئی مانعت نہیں ہے۔ دیکھئے ہر ایک مذہب ترقی کر رہا ہے۔ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ سکھ ترقی کر رہے ہیں۔ آریہ مذہب والے بزور شور سے قدم آگے رکھتے

ہیں اور عیسائی ہر ملک میں جاکر کلام مقدس کی منادی کر رہے ہیں اور یہ تمام باتیں صرف اسی سلطنت کے طفیل سے حاصل ہیں۔ ورنہ اگر ہماری مہربان گورنمنٹ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح متعصب اور پاس مذہب کرنے والی ہوتی تو آپ کا مسیحی مذہب تو شاید ہی بڑھ جاتا۔ پھر دیگر مذاہب شاید اس ملک میں کم نظر آتے۔ یہ اب ہر ایک کچھ نہ کچھ ترقی کر رہا ہے۔ اور اسی طرح جب تک یہ بے تعصب سلطنت قائم و برقرار رہے یہ قاعدہ عمل میں لایا جاویگا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے شاہنشاہ کی صلح کل اور پر امن سلطنت کو زیادہ اور زیادہ مستحکم اور مضبوط بنا دے اور اس کے ذریعے انجیل کے لئے ملکوں کی راہیں کھل جاویں۔

کلکتہ کے مشہور اخبار افترا باز ارسترکہ کا حوالہ دے کر ہمعصر افغان پشاور نے مطبوعہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۱ء میں "جنگ طرابلس اور افترا باز ارسترکہ" کے عنوان سے ایک لیڈر لکھا ہے جس میں ہمعصر نے پہلے اخبار موصوف کی ایک تحریر کا اقتباس کیا ہے جس میں مسلمانوں کی بڑی عظمت اور بزرگی جتائی گئی ہے۔ اور یہاں تک ان کو آسمان پر چڑھا دیا ہے کہ گویا وہ تمام دنیا کے لئے ایک اعلیٰ قسم کا نمونہ اور استاد تھے۔ جس کے ذیل کے چند فقرے مشتے نمونہ از خروارے کے خیال سے ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں "یورپین تہذیب کا اصلی باعث مسلمان ہی ہیں"۔ "موجودہ تہذیب کا سبق یورپ نے اہل اسلام سے ہی سیکھا ہے"۔ "فرنگی قومیں اسلام کی خوشہ چین ہیں"۔ "ساتھ ہی انہوں نے مغرب میں مشرقی علوم کی روشنی کو شاعت دی اور ظلمت کدہ یورپ کو تہذیب اور علم کی نورانی شعاعوں سے چمکا دیا"۔ "یہ عرب تھے جنہوں نے یورپ کو ریاضی۔ جر ثقیل۔ فلسفہ اور دیگر علوم سکھلائے"۔ وغیرہ وغیرہ اس کے بعد اسلامی طاقتوں کی کمزوری کا ذکر کرکے آخر کار لکھتا ہے کہ "معلوم ہوتا ہے کہ اب مسلمانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ خواب غفلت میں سو رہے ہیں"۔ اس پر ہمعصر افغان لکھتا ہے کہ "آخری فقرے میں ارسترکہ نے اپنے مضمون کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا ہے"۔ ہمارے خیال میں جس طرح سے افترا باز ارسترکہ نے آخری فقرہ لکھنے میں سخت غلطی کھائی جبکہ اُس نے لکھا کہ خدا خواب غفلت میں سو گیا ہے اسی طرح سے اس نے مندرجہ بالا فقروں کے لکھنے سے صاف غلطی کھائی ہے۔ یورپ کو علم و تہذیب سکھلانے والے اہل اسلام بالکل نہیں تھے بلکہ جتنا کچھ فروغ یورپ کی اقوام کو ملا ہے وہ بائبل کے قبول کرنے سے حاصل ہوا ہے جس کی مؤثر تعلیم انسان اور قوموں کو کچھ کا کچھ بنا دیتی ہے جس طرح سے مسلمانوں کو جو کچھ بنایا ہے سو قرآن نے بنایا ہے اسی طرح سے یورپ کو جو کچھ بنایا ہے وہ بائبل نے بنایا ہے۔

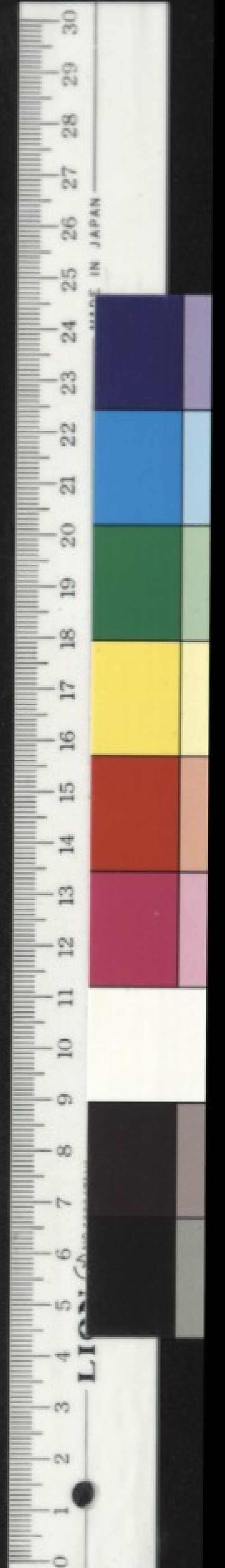
ہمعصر ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں "مسیحی معجزات" کے عنوان سے اڈیٹر صاحب نے حسب معمول دین عیسوی پر ناحق کے بیجا حملے کئے ہیں۔ ہم کو قلت فرصت کے سبب سے اس کی تمام تحریر کو رد کرنے کی فی الحال گنجائش نہیں پر بطور مختصر ایک سرسری نظر ڈال کر یہ مختصر نوٹ لکھتے ہیں۔

اڈیٹر صاحب نے اس مضمون میں جو حوالجات اخبار ایپی فنی اور لنڈن کوارٹرلی ریویو سے اقتباس کئے ہیں وہ بالکل بے محل اور بے موقعہ ہیں۔ علاج بالدعا اور معجزات میں بڑا فرق ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں معجزات کی طاقت رسولوں حواریوں اور نبیوں کو خدا نے عطا کی جنہوں نے اس طاقت کو عوام الناس پر علانیہ طور سے معجزانہ افعال دکھلا کر ثابت کر دیا۔ اور تمام عیسائیوں کو معجزے کی طاقت کی بخشش کا ہونا درست نہیں ہے کیونکہ معجزہ ضرورت پر موقوف ہوتا ہے۔ جب معجزات کی ضرورت تھی تب وہ دکھلائے گئے اور وقتاً فوقتاً بھی دکھلائے جا سکتے ہیں۔ مگر تمام مسیحیوں میں اس علامت کا ڈھونڈنا مسلمانوں کی ناحق نکتہ چینی ہے۔ ہاں دعا مانگنے کا حکم ہے جس کی قبولیت کا دعویٰ جگہ بجگہ موجود ہے اور دعا کے وسیلے سے بعض وقت معجزے کام ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے جتنا مضمون اڈیٹر صاحب نے لکھا ہے۔ وہ ناحق کی سردردی کی ہے جس کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے نہ اس سے عیسائیت کی کچھ کمی کا حرف آتا ہے۔

ہمعصر آریہ پتر کا انگریزی مطبوعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں "رشی دیانند" کے عنوان سے ایک آرٹیکل میں سوامی دیانند صاحب کو ذیل کے ناموں سے ممتاز کرتا ہے۔

(۱) رشی (۲) مقدس (۳) یوگی (۴) سنسکرت زبان کا ماسٹر (۵) سنسکرت زبان کا بڑا اسکالر (۶) مفسر (۷) ریوالیوسٹ (۸) شرح دان (۹) اصلاح کنندہ (۱۰) شعلہ زن۔ (۱۱) ملہم (۱۲) خدا کا بیٹا ہندوستان میں دیانند سرسوتی۔

مندرجہ بالا اسمائے گرامی کا اگر ثبوت طلب کیا جاوے تو ہمارے بھائی آریہ صاحبان اس کے بیان کرنے میں قاصر رہتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ کافی ہونے کے بغیر کون ایک شخص میں تمام جہان کی خوبیوں کا قائل ہو سکتا ہے؟ حسن و قبح ہر انسان میں پائے جاتے ہیں۔ جو ایک نیچرل بات ہے۔ پر اگر صرف ایک ہی پہلو دیا جاوے تو مخالف فریق دوسرے پہلو کو پیش کرینگے۔ اس لئے دونوں ترازو کے پلڑوں کو برابر دکھلانا ہی انصاف ہے۔ ہاں اگر کسی روحانی اور آسمانی نجات دہندہ کی بات ہو تو پھر جو کچھ اس میں ہوگا۔ وہ ہی دکھلایا جاوے گا۔ لیکن آریہ صاحبان کا تو یہ دعوےٰ دیانند صاحب کی نسبت نہیں ہے کیونکہ وہ ان کو Redeemer تو مانتے ہی نہیں صرف Reformer جانتے ہیں اور بس۔



دینی سوال وجواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ آنحضرت صلعم ہمیشہ اسباب کے خواہشمند تھے کہ کوئی شخص یا کوئی قبیلہ ان سے صلح کا معاہدہ کرے اور ایسے معاہدات کا آپ ہمیشہ بڑی احتیاط سے پاس کیا کرتے تھے۔

اقول۔ خود ہی قبیلوں کو چڑھائیاں کرکے لڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اور پھر اُن سے معاہدوں کی طلب کی جاتی تھی: اس احتیاط ہی نے اسلام کو سلطنتوں کا مالک بنادیا اگر احتیاط نہ کرتے تو کیونکر کامیابیوں کا منہ دیکھتے۔

قولہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میری کامیابی کا مدار کسی جماعت یا جتھے پر نہیں۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کی نصرت پر ہے۔

اقول۔ اگر یہی حقیقت ہوتی تو اتنے بے شمار جنگی رسول ہرگز روانہ رکھے جاتے۔ بلکہ صلح و امن کے لئے معرکہ آرائیاں اور جہادوں کی بھرمار نہ کی جاتی۔ یہ تمام اور دیگر حالات اس کے برعکس گواہی دیتے ہیں اور دانا سمجھ سکتا ہے کہ ان باتوں کی تہ میں کیا ہے؟

قولہ۔ اور اصل بات بھی یہی تھی کیونکہ مسلمانوں کو اسقدر طاقت کہاں تھی۔ کہ تن تنہا ایک طرف تو تمام عرب کا مقابلہ کرتے اور دوسری طرف سرحد شام کے طاقتور عیسائی سرداروں اور عیسائی قبائل سے بھی دست پنجہ لیتے۔

اقول۔ اس کا جواب تاریخ ہم کو بتارہی ہے کہ جس قدر لوگ زیادہ زیادہ شمار میں اسلام میں داخل ہوتے گئے اور چاروں طرف سے لوٹ مار کرکے اپنی جمعیت اور طاقت بڑھاتے گئے۔ اُسی قدر ان کا زور بڑھتا رہا اور آخر کار زور پکڑ کر کمزوروں پر غالب آگئے۔ یہ تو کوئی عجیب کام نہیں ہے تمام تاریخیں ایسے واقعات کے عجیب و غریب بیانات سے بھری پڑی ہیں اگر اس کو ایک اقبال ربی کا نشان مسلمان مانیں تو بت پرستوں کے صدہا واقعات ایسے ہیں وہ بھی ان کو خدا کی طرف منسوب کرسکتے ہیں ہماری دانست میں ایسا ثبوت نکالنا صرف خیالی پلاؤ پکانا ہے ورنہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

قولہ۔ یہاں اسباب کے بتلانے کی ضرورت نہیں کہ شامی عیسائی بھی اسلام کے ایسے دشمن تھے۔ جیسا کہ صحرائے عرب کے بُت پرست۔

اقول۔ جب اسلام کا فرقہ سب طرف اشاعت اسلام کو ترقی دینے کے لئے جہاد کا اعلان دیتا تھا تو پھر ایسے وقت میں یہی نتیجہ پیدا ہوتا تھا پر اس کے ذمہ وار تو اسلام ہی کو کہنا چاہئے۔ نہ کہ دوسرے فرقوں کو۔

قولہ۔ پس جب ایسے طاقتور اور کثیر التعداد دشمن ہوں تو کسی کا یہ حوصلہ ہوسکتا ہے کہ تھوڑی سی جماعت کے بھروسہ پر یہ پیشینگوئی کرے کہ مجھے انجام کار بڑی کامیابی ہوگی۔

اقول۔ دنیا میں قیافہ شناسی بھی تو کوئی چیز ہے۔ جب کہ ظاہرہ نظر آتا تھا کہ اسلام کے جوشیلے جنگی مرد مرنے اور مارنے پر آمادہ ہوکر تھوڑی سی تعداد بڑے بڑے گروہوں کا مقابلہ کرتے۔ اگر کٹ کر نابود بھی ہوجائیں۔ پر پیچھا نہیں دیکھتے تھے تو ایسے لوگوں کے موجود ہوتے ہوئے ایسی قیافہ شناسی کردینی کوئی عجیب پیشینگوئی نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف اُمید کرنا بے جا ہوتا۔

باقی آئندہ

اقتباس

ہر ایک آدمی کے لئے فضل پانے کا ایک دن ہے۔

خداوند یسوع کے وقت میں شہر یروشلم کے لئے ایک دن تھا۔ سینٹ جان کے وقت افسس میں ایک دن تھا۔ پولوس رسول کے وقت میں کارنتھ اور فلپی میں ایک دن تھا۔ طیطس کے وقت کریٹ میں ایک دن تھا۔ سینٹ مارک کے وقت سکندریا میں ایک دن تھا۔ پولیکارپ کے وقت سمرنا میں ایک دن تھا۔ اینٹیپاس کے وقت پرگمس میں ایک دن تھا۔ اگناٹیس کے وقت انٹی اوک میں ایک دن تھا۔ کریساسٹم کے وقت قسطنطنیہ میں ایک دن تھا سینٹ اگسٹین کے وقت میں ہپپو میں ایک دن تھا۔ لیکن اب ان میں سے بہتوں کے لئے رات ہو۔ یہ ہم زندوں کے لئے دن ہے۔ جس طرح ان سب کے لئے ایک دن تھا۔ اسی طرح سے ہر ایک شہر ہر ایک قوم ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرد بشر کے لئے اب بھی سب کی زندگی میں ایک دن خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے کہ جو کوئی چاہے فضل کی بخشش یا برکت کو حاصل کرے۔ لیکن اگر کوئی راستبازی کے آفتاب کو غروب ہونے دیگا اور اپنی نجات کے کام سے غافل رہیگا۔ وہ سوائے ابدی ہلاکت کے اور کچھ نہ دیکھیگا۔ اور ابدی موت کو سہنا پڑیگا۔ اور اس کھوئے ہوئے دن کے لئے دست حسرت ملتا رہیگا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے اس دن کے معلوم کرنے اور خدا کی طرف پھرنے کی ازحد فکر کرنی چاہئے۔

سپینسر

مراسلات

تقدیر کا مسئلہ

ازروئے اسلام

مرقومہ از جناب ج ملٹن تائب لودیانوی - حال مقیم
بٹالہ ضلع گورداسپور

دنیا میں سوائے مسیحی دین کے دیگر تمام مذاہب قضاء قدر یعنی تقدیر کے کم وبیش قائل ہیں اور انسان کی فعل مختاری کے عظیم راز کو تقدیر ہی کے نیچے دباتے چلے آئے ہیں اور تقدیر وہ یہ مانتے ہیں کہ نیکی وبدی انسان کے ہاتھ میں نہیں یا نیکی وبدی کی انسان مطلق طاقت نہیں رکھتا بلکہ یہ ہر صورت مقید قسمت ہے۔ ہم اس وقت دیگر مذاہب کو چھوڑ کر جو اس غلطی میں مبتلا ہیں اسلام کی تقدیر پر غور کرینگے۔

مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ خدا نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اُسے کہا کہ لکھ قلم نے کہا میں کیا لکھوں۔ خدا نے فرمایا قدر کو لکھ میں اُس نے جو کچھ تھا اور جو کچھ ابد تک ہونیوالا تھا سب لکھا۔" اس آیت مندرجہ بالا سے جو کہ اہل اسلام کی مستند کتابوں میں مرقوم ہے۔ صاف ظاہر ہو گیا کہ جو کچھ دنیا میں ہونیوالا تھا یا جو کچھ تھا سب خدا نے پیشتر ہی سے کسی بڑے دفتر میں قلم سے لکھوا لیا تھا اس صورت میں انسان بالکل لاچار ہو گیا۔ نیکی وبدی لاریب خدا کی طرف سے ہر ایک انسان کی زندگی میں لکھی گئی۔ جس کی زندگی میں بہت بدی لکھی گئی۔ وہ ضرور ہے کہ زیادہ بدی کرے۔ بمقدار حصول تقدیر اور جسے نیکی ملی ہو وہ نیکی کرے اس مقدار میں یہاں اب انسان بری الذمہ ہے۔ سب بوجھ خدا کی گردن پر ہی رہ گیا پھر ایک اور جگہ ہم اس تقدیر کے مسئلے کو بڑی وضاحت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں یوں درج ہے پیغمبر نے فرمایا کہ زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پیشتر اللہ نے تمام مخلوقات کی تقادیر کو لکھا۔" یہ دونوں بیان احادیث کی روایات سے ہیں۔ مگر خود قرآن میں بھی تقدیر کا مسئلہ نہایت وضاحت سے کھولا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کی چودہویں آیت میں لکھا ہے کہ "ہر ایک انسان کی بُری قسمت ہم نے اس کی گردن سے لگا دی ہے۔" گویا نیکی تو خدا کی طرف لازم ہی تھی مگر بُری قسمت جس میں ہر ایک طرح کی بدی ہو وہ بھی خدا ہی نے انسان کی گردن پر لگا دی۔ اب یہ تماشہ ہم یہ نہیں کہتا کہ نیکی وبدی کی سزا وجزا کیسی اور کس نے مقرر کی جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں۔ مگر ایک طرف تو خدا تقادیر لکھکر بری الذمہ ہو بیٹھا اور دوسری طرف انسان بھی ان جھگڑوں کے نتائج سے علیحدہ ہو بیٹھا۔ اس نتیجے سے انسان اور خدا کا نہ صرف تعلق ہی شکستہ ہو گیا بلکہ ایک اور قضیہ یہ پیدا ہو گیا کہ انسان بہر صورت مقید قسمت ہو کر ہر طرح سے بے بس اور لاچار ہو گیا پھر سورۃ النحل کی ۹۵ ویں آیت میں یوں لکھا ہے کہ "جس کو (اللہ) چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔" سورہ سجدہ کی ۱۳ ویں آیت میں یوں مرقوم ہے کہ "اگر ہم چاہتے تو سب کو ہدایت کرتے لیکن میرا یہ قول حق ہے کہ میں جنوں اور آدمیوں سے دوزخ کو بھر دونگا۔"

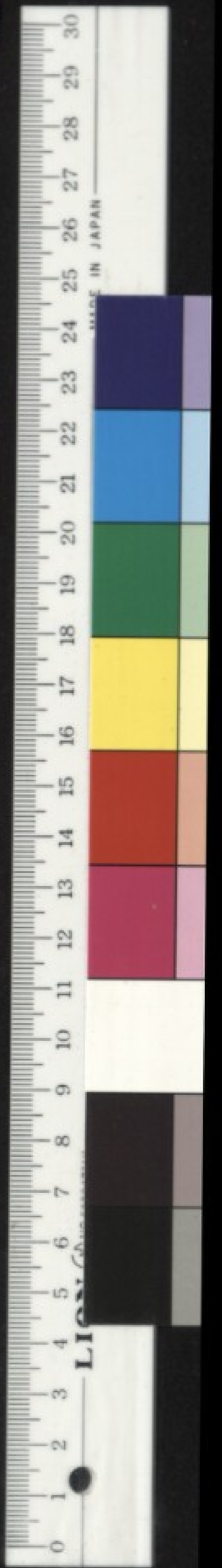
مندرجہ بالا اقتباسات سے جن کی مانند اور بھی آیات قرآن میں یا احادیث وغیرہ میں مل سکتی ہیں۔ ہم اُس نتیجے تک پہونچ گئے ہیں۔ جس میں ہم انسان کو بالکل لاچار دیکھتے ہیں اور خدا ایک جبار یا قہار کی صورت میں نظر آتا ہے۔ نہ صرف ہم یہی دیکھتے ہیں بلکہ تقدیر کے مسئلے کو جیسا کہ ازروئے اسلام ہمارے سامنے پیش ہوا ہے۔ مانتے ہوئے ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا آپڑتا ہے۔ جن سے نکلنا بغیر تقدیر کی رسی کاٹے نہایت ہی امر محال ہے۔ تقدیر کے مسئلے نے تعلیم القرآن میں اجتماع نقیضین کر ایسا ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس سے بے تعصب شخص منحرف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اب ہم دیکھینگے کہ کون کون سی مشکلات تقدیر کے مسئلے سے پیدا ہوئی ہیں۔

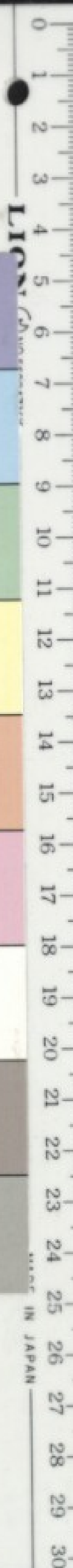
اوّل - تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے خدا "الرحمٰن الرحیم" نہیں ٹھہر سکتا۔

اگر ہم یہ بات مان لیں جیسا کہ ہم نے قرآن اور حدیث کی آیات سے پیشتر اقتباس کیا کہ خدا نے ہر انسان کی نیکی وبدی لکھدی اور جسے وہ چاہے دوزخ نصیب کرے یا جسے چاہے بہشت دے یا جسے چاہے گمراہ کرے یا جسے چاہے ہدایت دے تو اس صورت میں وہ الرحمٰن الرحیم نہیں ٹھہرا کیونکہ جسے اس نے بہشت دیا اس کے لئے تو وہ الرحمٰن الرحیم ہوا اور جسے دوزخ دیا۔ اس کے لئے وہ قہار اور جبار ٹھہرا پس اس صورت نقیض میں خدا کے الرحمٰن الرحیم ہونے کی صفت ہاتھ سے جاتی رہی۔ یا اگر قائم رہی تو انہی لوگوں کے لئے جن کو اُس نے بہشت کے لئے مقرر کیا۔ باقی بے چارے کیا جانتے ہیں کہ وہ الرحمٰن الرحیم بھی ہے۔ یہاں تقدیر کے مسئلے نے خداوند کے رحم کی صفت کو ایسا تنگ اور محدود کر دیا ہے کہ بہت کم لوگ اس کی اس صفت سے واقف نظر آتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ تقدیر کے اس مسئلے نے قرآن شریف کی پہلی ہی "بسم اللہ" غلط کر دی۔ ازروئے نتائج منطقیہ

دوئم - تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے خدا کے "عدل" کی صفت جاتی رہی۔

تقدیر نے نہ صرف قرآن شریف کی پہلی ہی "بسم اللہ" کو غلط کر دیا۔ بلکہ خدا کے عدل کی صفت کو بھی اُڑا دیا۔ چنانچہ جب ہم یہ مانتے ہیں کہ خدا نے ہر انسان کی نیکی وبدی اس کی تقدیر ہی میں لکھدی۔ تو ضرور ہے اُس کی آئندہ زندگی کا دارومدار اسی تقدیری نقشے کے مطابق ہو۔ چنانچہ اگر انسان بدی کرتا رہتا ہے۔ تو یہ اُس کی تقدیری تحریر ہے





کیا کرے گا اور وہ ضرور کریگا۔ اس میں کسی کا اجارہ کیا اور خدا اسے اس کی بدی کی سزا کیوں دیوے؟ جس حال میں کہ وہ اس قبیح فعل کا اپنے آپ مرتکب نہیں ہوا بلکہ از روئے دقیق معنوں کے خدا خود اس کا فاعل ہے وہ بد انسان فقط ایک اوزار ہے۔ خدا کے ہاتھوں میں جسے وہ خدا جس طرح چاہے استعمال کر رہا ہے اب اگر خدا اس کا انصاف کرے اور اُس بد انسان کو اس کی بدی کا بدلہ یا سزا دے تو ایسے خدا کو کون عادل کہہ سکیگا عدل کی صفت جو خدا میں ہے وہ تو اسی وقت سے جاتی رہی جبکہ تقدیر کا مسئلہ قایم ہوگیا۔

سوم۔ تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے خدا نیکی و بدی کا موجد ہوتا ہے۔

اگر ہم اُن اقتباس پر جو مندرجہ بالا تحریر کئے گئے ہیں۔ غور کریں تو یہ بات ہم پر بخوبی ظاہر ہو جائیگی کہ نیکی و بدی خدا کی طرف سے موجود ہوئی۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کی چودہویں آیت میں مرقوم ہے کہ ہر ایک انسان کی بُری قسمت ہم نے اُس کی گردن سے لگا دی۔ اس سے بڑھکر جو ثبوت اس دلیل کے لئے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت یعنی محمد صاحب نے فرمایا کہ "بیشک اللہ عزوجل نے اپنے تمام بندگان کے لئے پانچ باتیں پیدائش ہی سے ٹھہرا رکھی ہیں (۱) موت (۲) جائے سکونت (۳) افعال (۴) سفرات (۵) رزقؔ۔ صحابہ نے سُنکر حیرانگی سے پوچھا تو پھر انسان کی سعی و کوشش بفایدہ ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ جب خدا کسی بندے کو بہشت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس کے مرتے دم تک اسے اہل بہشت کی راہ پر چلاتا اور اس کے بعد اسے بہشت میں لے جاتا ہے۔ اور جب وہ کسی بندے کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس کے مرتے دم تک اُسے اہل دوزخ کی راہ پر چلاتا اور اس کے بعد اسے دوزخ میں لے جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب الایمان باب القدر)

نتیجہ اقتباس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ نیکی و بدی کا موجد خُدا ہے۔ یعنی جسے وہ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے اسے اسی بدی کی راہ میں چلاتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ دوزخ کی راہ میں کیا کیا کچھ ہے یعنی ہر ایک قسم کی بُری خواہشیں اور شرارتیں۔ اور یہ خدا کی طرف سے ایسے انسان کے لئے مقرر کی جاتی ہیں جس کی تقدیر میں ازل ہی سے دوزخ لکھا ہو پس تقدیر کے اس مسئلے کے مان لینے سے خدا نیکی و بدی کا صاف موجد نظر آتا ہے۔ اور اس بات سے عقلاً و علماً گریز نہیں کر سکتے۔

ایک اور قباحت جو اس مسئلے کے مان لینے سے پیش آتی وہ شیطان کے بارے میں ہو۔ جب ہم اس بات کے مقر ہیں کہ انسان کو خدا ہی ہدایت دیتا یا گمراہ کرتا ہے (سورہ النحل آیت ۹۵) تو پھر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی کہ شیطان کے وجود کو قرآن نے کیوں تسلیم کر لیا۔ یا تو یہ بات ان معنوں میں مانی جا سکتی ہے کہ خدا شیطان ہی کے ذریعے جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر شیطان کا موجود رہنا کیوں اور کس لئے ضروری ہوا۔ جبکہ گمراہی کا موجب خدا خود ہے۔

قرآن کی تعلیم نے ایک معنوں تک تو عدم وجود شیطان کو مان لیا مگر دوسری رہی صورت میں اس کے وجود کا بے حس و حرکت قایم رہنا دکھلائی دیتا ہے۔ اگر ہم یہاں بھی مان لیں کہ شیطان از روئے عقاید اسلامیہ تو ہمارا سوال یہی ہوگا کہ اس کا موجود رہنا کن معنوں میں مانا جائیگا۔ جبکہ تقدیر اس مسئلے کو حل کر چکی ہے کہ نیکی و بدی کا موجد خدا ہی ہو پس بہر صورت شیطان کی عدم موجودگی معلوم ہوتی ہے اب اگر کوئی سوال کرے کہ پھر شیطان کا علم قرآن سے کیوں مستنبط ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ چونکہ قرآن نے بہت سی تعلیم بائبل مقدس سے اخذ کی ہے اس لئے شیطان کا تذکرہ بھی اسی بنا پر قرآن میں موجود رہا۔ لیکن مصنف قرآن نے یہ نہ سمجھا کہ کسی وقت تقدیر ہمارے اس بیان کی تخریب و تکذیب کر دے گی۔ اور شیطان ہمارے ہاتھوں میں ایک جادو کی کٹھ پتلی رہ جائیگا۔

چہارم۔ تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے خدا کا الہام قایم نہیں رہتا۔

اہل اسلام الہام کے دل سے قایل ہیں اور وہ تمام پیغمبروں نبیوں کے صحایف یا اُن کی تعلیمات کو الہامی مانتے ہیں جیسا کہ وہ خود اپنی مقدس کتاب یعنی قرآن کی نسبت خیال رکھتے ہیں۔ لیکن جب ہم اس بات کے مقر ہیں کہ ہدایت اور گمراہی خود خدا ہی کے قبضے میں ہے تو پھر الہام کن کے لئے اور کیوں مانا جائے۔ اور الہام سے فایدہ ہی کیا ہو جبکہ کسی شخص کے لئے خدا نے قسمت کے مطابق دوزخ ہی مقرر کر دیا تو الہام اُس کے لئے کیا فایدہ مند ہو سکتا ہے۔ خواہ ایسا شخص کتنا ہی خدا کی بابت علم حاصل کرے تو بھی وہ دوزخی ضرور ٹھہریگا۔ اور اگر ہم مان لیں کہ الہام نیکوں کے لئے ضروری ہے تو بھی یہ درست نہیں کیونکہ نیک تو بہر صورت بہشت ہی میں جائیگا۔ اس کے لئے الہام ہو چاہے نہ ہو۔ اگر نبیوں یا پیغمبروں کے لئے الہام کا ہونا ضروری ہے تو وہ بھی کسی معنوں میں درست نہیں۔ کیونکہ اگر الہام سے فایدہ اُٹھائینگے تو وہی اُٹھائینگے جو نبی یا پیغمبر ہیں۔ نہ کہ دوسرے لوگ جن کی تقدیر میں بہشت اور دوزخ کے نقشے موجود ہیں۔

دوسری قباحت یہ ہے کہ اگر الہام ہو بھی تو کن لوگوں کے لئے اور کن کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے۔ کیونکہ قرآن میں سورہ اعراف کی ۱۷۸ویں آیت میں مرقوم ہے کہ بہت سے جنوں اور انسانوں کو ہم نے دوزخ کے لئے پیدا کیا۔ پس بہر صورت الہامی فایدہ اُن کے لئے تو ہے نہیں جو کہ خاص دوزخ کے لئے پیدا ہوتے ہیں اور اگر نیکوں یا پیغمبروں کے لئے ہے تو اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ پس بہرصورت تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے الہام یا تو بالکل اُڑ ہی گیا اور اگر رہ گیا تو کسی محدود صورت میں جو نیک اشخاص یا پیغمبروں تک محدود ہے۔ اور وہ بھی بلا ضرورت۔

پنجم۔ تقدیر کے مسئلے کو مانتے ہوئے خدا کے نبیوں اور پیغمبروں کی ضرورت نہیں رہتی۔"

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب خدا نے بعضوں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا اور بعضوں کو بہشت کے لئے تو یہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ کیوں نبی اور پیغمبر اس دنیا میں خدا کی طرف سے آئیں۔ اور خدا کی پاک مرضی کو اور اس کے پاک ارادوں کو انسانوں پر ظاہر کریں۔ کیونکہ جس حال میں خداوند نے انسانوں کو بہشت اور دوزخ کے لئے چن لیا ہے تو کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ ہم خدا کی پاک مرضی یا اس کے پاک ارادوں کی بابت جانیں اور اگر ہم جان بھی لیں تو اس سے کیا حصول۔ تقدیر نے تو اس ضروریات کا معاملہ پہلے ہی درہم برہم کر دیا۔ پھر الہاموں یا نبیوں اور پیغمبروں کی ضرورتیں ہم نہیں جانتے کہ کس حد تک جائز اور درست ہو سکتی ہیں کیونکہ کوئی شخص کسی نبی یا پیغمبر پر ایمان لانے سے بہشت کا وارث نہیں بن سکتا۔ اور پھر تعلیم التقدیر میں کیا ضرور ہے کہ کوئی نبی یا پیغمبر خدا کی طرف سے بھیجا جاوے۔

پھر اس صورت میں حضرت محمد صاحب کا رسول ہونا بھی بے معنی ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کی قسمت میں بہشت لکھا ہے وہ تو معدم موجودگی رسول بہر صورت بہشت ہی میں جائینگے۔ اُن کے لئے حضرت محمد صاحب کا رسول ہونا یا نہ ہونا ایک برابر ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے بھی جو ازل سے دوزخی ٹھہرے رسول کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ان کے لئے بھی رسول کا ہونا یا نہ ہونا یکساں ہے پس ان دونوں پہلوؤں پر اگر غور کیا جاوے تو حضرت محمد صاحب کا رسول خدا ہونا بالکل بے معنی ٹھہر گیا۔

پھر ایک اور ضروری بیان قرآن کی تعلیم کے بارے میں ہے تقدیر نے اسباب کو بھی قائم نہ رہنے دیا کہ تعلیم القرآن کسی حد تک موجب نجات ٹھہرے۔ اول تو ہم اسباب کے قائل ہیں کہ قرآن میں زندگی کے اصول بتلائے گئے ہوں۔ البتہ ثواب کے اصول تو ہیں جو ظاہرا ناپیدہ مند نظر آتے ہیں۔ تو بھی روحانی اصولوں سے تعلیم القرآن کو سول وہ ہو تو بھی اگر ہم تعلیم القرآن کو افضل اور اعلےٰ مان لیں تو بھی یہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ تعلیم القرآن ہدایت کے لئے ضروری ہے۔ از روئے مسائل التقدیر کیونکہ جس شخص کو خداوند نے بہشت کے لئے پیدا کیا ہے۔ خداوند اسے بہشت ہی کی راہ پر خود چلائیگا نہ کہ تعلیم القرآن اس کی ہدایت کرےگی اور جس شخص کو خدا نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اُسے خدا دوزخ ہی کی راہ پر چلائیگا پس قرآن کے ماننے یا نہ ماننے میں کونسی فضیلت انسان کو حاصل ہو سکتی ہے بلکہ ان معنوں میں تو قرآن کی عدم ضرورت کا انکشاف ہو گیا۔

یہ پانچ مسئلہ جبلا قباحتیں فقط تقدیر کے مسئلے کو جیسا کہ اسلام میں مان لینے سے پیش آتیں اور ان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا کے عدل و رحم کی صفت باقی نہیں رہتی۔ پیغمبروں یا نبیوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور اس پر حضرت محمد صاحب کا رسول خدا ہونا یا قرآن کی موجودگی بے معنی اور لاحاصل ہے۔ اور جب تک علماء اسلام اپنے دین کے رستہ میں سے ان قباحتوں کو دور نہیں کرینگے وہ خدا کا سچا تصور حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ تقدیر کے اس مسئلے نے خدا کو ایک ایسی صورت میں ظاہر کر دیا ہے جس سے تمام اخلاقی احساس کا خون ہوتا ہے۔ اور انسانی ذمہ داری ذرا بھی نہیں رہتی۔ گویا انسان خدا کے ہاتھوں میں اس طرح ہے۔ جیسے چرخہ۔ انسان بدی آپ نہیں کر سکتا نیکی آپ نہیں کر سکتا۔ گویا سب چیز کی علت خدا ہے۔ جو کہ انسان کے افعال ناقصہ میں پائی جاتی ہیں۔ تقدیر کا ایسا مسئلہ انسان کو دلیری بخشتا ہے کہ وہ خدا پر جتنا بھی چاہے بہتان اور الزام لگاتا چلا جائے اور علماء اسلام کی کیا طاقت ہے کہ وہ اس کی زبان کو روک سکیں۔ پس اسی صورت میں اس اسلامی تقدیر کے مسئلے کو بالکل نابود کر دینا اسلامی ترقی اور بہبودی کا باعث ہے۔ ورنہ جتنی نماز اور روزے اور اقتدا دین یا خدا کی بندگی ان میں کی جاتی ہیں وہ سراسر بیکار اور لاحاصل ہیں۔

نیا مخلوق

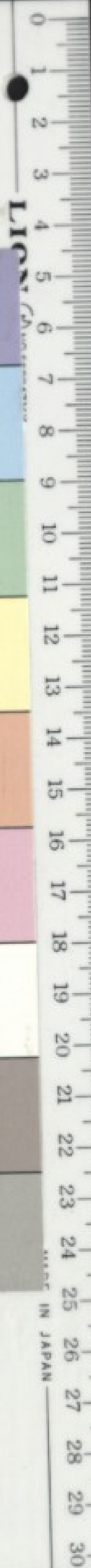
نمبر ۶

ذات الٰہی میں شریک۔ ۴۔ نیا مخلوق ذات الٰہی میں شریک ہو جاتا ہے۔ دوسرا پطرس ۱: ۴۔ یہ کوئی ہمہ اوستی تعلیم نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ راستی پاکیزگی اور محبت جو خدا کی ذات ہے۔ اس میں شریک ہو جاتا دیکھو افسی ۴: ۲۴۔ پہلا یوحنا ۳: ۹۔ عبرانی ۱۲: ۱۰۔ پہلا یوحنا ۴: ۱۶ آخری آیت میں یوحنا لکھتا ہے کہ خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے۔ اور خدا اس میں قائم رہتا ہے۔ اسی کا نام ذات الٰہی میں شریک ہونا ہے۔

حق۔ ۱۔ اب سوال یہ ہے کہ نیا مخلوق کا حق کیا ہے؟ اس کا جواب دیکھو یوحنا ۱: ۱۲ و ۱۳ لیکن جتنوں نے اسے قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے انہیں جو خدا سے پیدا ہوتا ہے اور مسیح کو قبول کرتا ہے۔ اس کا حق یہی ہے کہ وہ خدا کا فرزند بنے۔ ہم اس فرزندی کا بیان اگلے مضمون میں کرینگے

خاتمہ۔ پیارے بھائیو اب میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر بہتر ہے تم سے چند سوال پوچھتا ہوں اُمید ہے کہ تم اپنے دل میں ان کا جواب دوگے۔

(۱) تم جو اوروں کو زندگی کی خبر دیتے ہو کیا تم میں زندگی ہے؟ کیا تم نئے سرے سے پیدا کئے گئے ہو؟ کیا سچ مچ تم نیا مخلوق ہو؟ اگر ہو تو تم مبارک ہو اگر نہیں تو تم اس خدمت کو کیوں کرتے ہو؟



(۱) کیا تم یقین کرتے ہو کہ روح القدس تمہارے متعلق ہے جو وہ خلق کرنے والا اور زندگی کا بانی ہے؟ دیکھو اپنی چاروں طرف فطرت میں کس طرح زندگی ظاہر ہو رہی ہے۔ فطرت کا ہر چرند۔ ہر پرند۔ ہر درخت ہر پتا۔ ہر پھول پکار پکار کر کہتا ہے۔ کہ دیکھو زندگی جو روح القدس نے مجھے عنایت کی ہے۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ روح القدس تم کو بھی زندگی دے سکتا ہے؟

(۲) پیدائش ۱: ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین تو خلق کی گئی تھی مگر وہ ویران اور سنسان تھی۔ روح القدس پانیوں پر جنبش کرتا تھا کہ اس ویرانی اور سنسانی سے خدا کی صورت تک پیدا کرے۔ شاید تم کو بھی روح سے نئی پیدائش مل گئی ہوگی۔ مگر روح کا کام ختم نہیں ہوا۔ وہ تم کو خدا کی صورت پہ لانا چاہتا ہے۔ تم کو خدا کے بیٹے کا ہمشکل بنانا چاہتا ہے۔ کیا تم اس کو یہ کام کرنے دیتے ہو؟ اگر اب تک کرنے نہیں دیا تو کیا آگے کو کرنے دوگے؟

(۳) کیا نئے مخلوق کی حرکتیں اور خاصیتیں تم میں پائی جاتی ہیں؟ کیا تم بچے کی طرح روتے۔ کھاتے۔ بڑھتے۔ چلتے دوڑتے۔ روتے اور جب ملاپ میں بستے جاتے ہو؟ کیا تم گناہ سے نفرت رکھتے ہو؟ اور راستی۔ پاکیزگی اور محبت میں ذات الٰہی میں شریک ہو گئے ہو؟

(۴) کیا تم اپنے کو خدا کا فرزند جانتے ہو اور فرزندی کا حق اسی سے لیتے ہو؟

(۵) کیا تم کوشش کرتے ہو کہ جنکو تم کلام سناتے ہو یا بتیسمہ دیتے یا دلاتے ہو وہ مسیح میں نئے مخلوق بن جائیں؟ کیا روح القدس تمہارے کلام پر جنبش کرتا ہے کہ اس کے وسیلے سے سامعین کو نئی پیدائش عنایت کرے؟ اگر تمہارے کلام پر روح القدس جنبش نہ کرے تو اس بے جان کلام سے کسی میں بھی زندگی پیدا نہ ہوگی۔

الراقم پادری پی۔ بی رائے۔

سہارنپور

بازار کی منادی کے وقت کا ایک مختصر مباحثہ

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

(۲) حکماء عقلا نے دہریوں کے مقابلہ میں صفت خالقیت سے وجود ثابت نہیں کیا بلکہ کسی ذی شعور وجود خالق کا معبود ہونا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ صفت خالقیت سے تو دہریوں کو بھی انکار نہیں مگر وہ مادہ کی طرف اسے منسوب کرتے ہیں

(۳) ہم مریم کو معبود نہیں مانتے آپ مسیحی مذہب سے واقف نہیں ہیں محقق ہوکر تلاش کیجئے۔ ہم تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث مانتے ہیں۔ بیٹے کا جز اور باپ کا کل ہونا کسی فلسفانہ مسئلے سے ثابت کیجئے ورنہ مغالطہ صحیح ہے۔ پس احتیاج رفع ہوگئی۔ وہ کل باپ بیٹے میں ملازم ہے۔ یہاں آپکی احتیاج معدوم ہے۔ لہٰذا مسیح خالق معبود ہے۔ آپ کے تینوں مغالطے ٹوٹ گئے۔ میرا دعویٰ معہ دلیل روا رہے۔

محمدی۔ معہ اشتعار غزالی کے ساتھ ہوئے پیشنا طرز نہیں۔ بلکہ تضیع اوقات ہے ورنہ مکابرہ و مجادلہ ہے۔ ہم معافی چاہتے ہیں۔

دلیل نفس تعلق کراوں اللہ ہی سے توڑ چکا ہوں۔ پھر دو عوے باقی نہ رہا۔ اب فضول بار بار پیش کیا جاتا ہے۔

اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ تین ایک ہیں اور ایک تین ہیں یہ جو ہو اس کو کبھی بھی نہیں مان سکتا ہے۔ اب آئندہ پادری دے۔ بی۔ فرنیک صاحب سے جواب پانے کی امید پر عرض کرتا ہوں کہ ان دلائل پر غور کیجئے اور تثلیث کو خود سمجھائیے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ گلاس میں پانی وغیرہ ہوا اور ٹکڑے سب ایک ہو جاویں۔

عیسائی۔ واہ آپ نے خوب دلیل کاٹی یعنی (۱) قرآن دی تنکو سے گرایا (۲) خلق میں سے ضمیر مسیح کو اڑا دیا (۳) تخلق میں مخاطبین مسیح اور خدا کو جھٹلایا۔ مگر کلام خدا کے کاموں پر غور فرمائیے کہ خدا کے کلام نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔ پس اسی کا نام مناظرہ ہے۔ دعویٰ معہ دلیل قائم اور آپ کا سکوت واجب ہے۔ بیشک طفل دبستان تقلید کے مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتا۔ تثلیث کا بھید معرفت والے مومنین سمجھتے ہیں۔ گلاس کی مثال سے آپ نے یہ بھی سمجھا کہ ظرف و مظروف ہم ماہیت نہیں۔ اسی واسطے ان کو ایک نہیں کہا جاتا۔ پر تثلیث میں ہم ماہیت کو ایک کہا جاتا ہے آپ کا دوسرا سوال تغیر مضمون کا مغالطہ ہے جو کہ موجب اتمام کا اعلان ہے۔

اب تثلیث پر پادری جے۔ بی۔ فرنیک بی۔ اے۔ صاحب حسب الارشاد آپ کے تقریر فرماویں گے۔

پادری صاحب۔ میں بلا تعصب بولتا ہوں۔ کہ میں نے دونوں کے دلائل پر خوب غور کیا۔ مگر مولوی صاحب دلیل کے کاٹنے میں قاصر رہے جیسا بابو جگجیون سنگھ نے کہا ہے کہ اگر قرآن میں کسی دوسرے بشر کے واسطے بھی فعل خلق کا آیا ہے تو ثابت کیجئے ہماری دلیل کٹ جائیگی۔ مگر مولوی صاحب اب تک خاموش ہیں اور باذن اللہ کا مطلب معقولی طریقہ سے آپ کو سمجھایا گیا۔ مگر اب اس کی بھی تردید نہ کرسکے۔ اس واسطے دوسرا مضمون شروع کیا۔ اب ہماری طرف سے سوال ہونا چاہئے۔ لہٰذا آپ مہربانی سے ذات جمیع صفات والے خدا کو ازل میں واحد محض ثابت کیجئے۔

محمدی۔ ہم خلقت میں ایک ہی انتظام دیکھتے ہیں برخلاف اس کے اگر زیادہ خدا ہوتے ہر ایک کا انتظام جدا جدا ہونے کے باعث خلقت میں گڑبڑی پڑ جاتی جس سے خلقت کا قیام محال ہوتا۔ پس قیام خلقت سے عیاں ہے کہ ازل میں ایک ہی خدا واحد ہے۔

پادری صاحب۔ گڑبڑی نقص عقل سے ہوتی ہے مگر جہاں کامل عقلیں ہوں گڑبڑی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ذات ازلی میں کامل عقل ہوتی ہے۔ لہٰذا گڑبڑی نہیں ہو سکتی مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ ذات جمیع صفات والے خدا کو

ازل میں واسطے محض ثابت کیجئے مثلاً خدا ازلی ہے اور اس کی جمیع صفات بھی ازلی ہیں۔ جیسے محبت یا خالقیت وغیرہ مگر محبت کے واسطے محبت و محبوب دو شخص ہونا چاہئے۔ جبکہ ہم خدا میں محبت کی صفت ازلی مانتے ہیں۔ تو محبوب بھی ازلی ہونا چاہئے جس پر کہ محبت کا فعل وقوع میں آئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب خدا ازلی ہے تو اس کی صفات بھی ازلی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ صفات ازلی ازل میں کیا کام کرتی تھیں۔ اگر ازل میں بیکار تھیں تو ازل میں خدا ناقص تھا پر اگر ابتداء دنیا سے کام کرنے لگیں تو تبدیل لازم آتا ہے۔ جو کہ ذات باری تعالےٰ میں محال ہے۔ اس پر جو کچھ آپ سوال و جواب کر سکتے ہیں کیجئے۔

پادری صاحب کی اس تقریر کو سنتے ہی کلام ختم ہو گیا کیونکہ محمدی بھائیوں کی نماز کا وقت گذرا جاتا تھا۔ اور ان چاروں کو بذریعہ ریل اسی وقت دیوبند پہنچنا تھا۔ لہذا سلام و آداب کے بعد فریقین نے ایک دوسرے سے رخصت پائی

راقم خاکسار خدمتگار بہاری داس ایس پی جی مشن
رڑکی

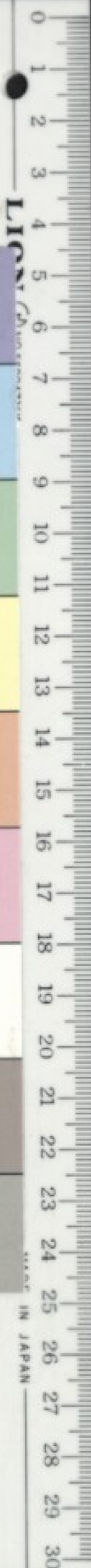
اپیل

بخدمت جملہ مذاہب اہل ہند

سلسلہ کے لئے دیکھیں ۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء

ہمارے اہل اسلام صاحبان کو تو کبھی سوجھا بھی نہیں کہ یہی بہتر طریقوں میں سے بہترین طریقہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور اپنے سب کچھ کو خرچ کریں کہ جس سے ان گم گشتگان اور گناہگاران کو جو ناپاک اور نجس زندگی بسر کر رہے ہیں اور علم و عقل اور عبادت اور روحانیت۔ راہ و روش میں گائے کی دم کی طرح پاتال کی طرف ترقی کر رہے ہیں۔ راہ راست پر لائے جاویں۔ ہم تو ہر روز اُن کی آنکھوں کے سامنے زخمی ہو کر اور ان بھیڑوں کی مانند جنکا چرواہا نہیں عذاب اور مصیبت سے ہلاک ہوتے ہیں۔ ہم ہر روز ان کے روبرو چوری راہزنی و ڈاکہ۔ دھاڑمار کرتے ہیں جس سے شریف انسانوں اور خدا کے بندوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہماری اس بلا ناغہ یومیہ کارروائی کو دیکھ کے انگلی دانتوں میں دباتے ہیں انسان اور حیوان کا قتل تو مثل گاجر مولی کے ہوتا رہتا ہے جس کے تذکرے ہمارے خاندانوں اور مجلسوں میں بجائے اس کے کہ غم اور رنج ہماری روحانیت اور دل کی تاریکی پر ہو نکلیں سمجھاتے اور خوش ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک قسم کا ہر ایک برا کام ہوتا رہتا اور ان کو پرواہ تک نہیں۔ مگر ہماری یہ حالت کچھ پوشیدہ نہیں ہو تو مشکل ہمسایان قوم سے مخفی بھی ہوں۔ جو ہمارے ہاتھوں کے ستائے ہوئے ان کی زبان پر ہمارے دخول کے دفتروں کے دفتر۔ علی الترتیب دفتروں کے دفتر بھرے پڑے ہیں تو دیکھ دیکھ کر یہ نورانی پیشانیاں درگور کرتے اور آنکھیں موندتے ہیں۔ کہ گویا ان سے ہمارا کوئی سروکار اور واسطہ نہیں خدا جانے وہ کس برج پر چڑھے ہوئے ہیں اور کس بزرگ قبر کی مٹی ان پر ڈالی ہوئی ہے کہ ایسے ضروری معاملہ کو سمجھنے اور ادا کرنے کے لئے کوتاہی کا سارٹیفیکٹ رکھتے ہیں۔ اگر اُن کی اپنی مذہبی راہ گناہگاروں پر ترس کرنے والے کی طرف سے ہوتی جو رحیم اور کریم بھی ہے۔ تو ضرور ان کے ضمیر ہی سے وہ اُن کو تاکید کہ میری پیاری مخلوق پر جو گناہ کے زنگ سے آلودہ ہے ترس کر کے اور میری جگہ پر ہو کے اپنے آپ کو اور اپنے سب کچھ کو خرچ کر کے ان کو بچانے اور راہ راست پر لانے کی دل و جان سے بہت کوشش کرنا۔ یا اگر اس معاملہ کی تاکید ہوئی ہوگی تو ان سپوتوں نے پرواہ نہ کی ہوگی۔ اور اس دوا اور علاج کو اپنی روحانی بہتری کے لئے چکھا نہ ہوگا۔ اس کوتاہی کے وارد ہونے کی وجہ نہ بے علمی ہے۔ کیونکہ بہتیرے علم کی گٹھڑیاں اور شہرت کے القاب اور خطاب لئے پھرتے ہیں۔ اور نہ افلاس ہے۔ کیونکہ بہتیرے ان میں ایسے مالدار ہیں۔ کھانے پینے اور خوراک اور پوشش میں بہت سامال اڑاتے ہیں۔ بہت سے ایسے کام جن کو دن روشن میں قبیح کہہ سکتے ہیں۔ ان پر بہت مال اور روپیہ اڑاتے ہیں۔ شادی کی رسومات اور دستورات کا اجاڑ روپیہ کون گن سکتا ہے۔ مذہبی عادتوں کے اخراجات کا کون حساب لگا سکتا ہے۔ تو گویا یہ سارے ضروری سامان ان کے پاس کافی موجود نہیں تو پھر کیا وجہ ہے۔ کم از کم دو وجوہات ہیں۔ اول بے انتظامی جس کا بانی خدا نہیں بلکہ وہ ہے جو خدا کا مخالف ہے۔ اس بھاری کام کو سنبھالنے کے لئے انتظام کی نہایت ضرورت ہے۔ جس کا اب تک نہ ان کو شوق ہوا اور نہ ان میں مادہ ہے۔ جدھر دیکھو ان کے اندر بے انتظامی کے کل دینی اور دنیاوی معاملات میں چادر سے باہر پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں۔ دوم بے پرواہی اُن کی بلا سے کوئی مرتا ہے یا کوئی رہتا ہے یا ہے۔ خدا جانے اور اس کے لوگ جانیں جو اس کی مخلوق ہیں۔“ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم تو سوچیں کرتے ہیں۔“

ہمارے اہل ہنود صاحبان تو مدت سے اولیا بنے ہوئے ہیں۔ نہ کسی سے بدنا نہ کسی کی سنتی اس کے روز پیچھے خاص اور آریہ جو اپنی کمر سیدھی کر رہے ہیں۔ اور ایک پورے آدمی کی صورت میں آنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ دیکھا جائیگا کہ کیسا شگوفہ شگفتہ ہوتا ہے۔ یا بن کھلے کمہلاتا ہے ہم تو اپنی ضروریات روحانی کو دیکھ کر اور محسوس کر کے نہایت دل سے چاہتے ہیں کہ بہرہ مند ہوں اور ترقی حاصل کریں۔ کہ کوئی ہمارا بھی دستگیر ہو۔ جو سامان وغیرہ ہم نے اوپر بیان کئے جو ہماری ضروریات کو رفع کرنے کے لئے درکار ہیں کیا کیسی سے کم ہیں۔ سب باتوں میں بڑھ چڑھ کر ہیں پر افسوس ہماری بدقسمتی کہ یہ بھی دنیاوی نعمتیں ادھر ہی خرچ کرتے ہیں جدھر صرف ضائع ہو سکتی ہیں۔ ہماری دردمندی اور اہل ترسی ان کا دل کھول کے دیکھے ایک ماش کی سفیدی نظر آوے تو ہمارے بھاگ جاگے۔ ادھر سے بھی ابھی ناامیدی کے آثار پہاڑوں کے تودے اور سیاہ بادلوں



کے ہجوم نظر آتے ہیں۔ ہم نقارے کی چوٹ کہتے ہیں کہ مردمیدان کا سب سے پہلا کام یہ ہو کہ وہ ضرور ہماری اپیل پر غور کرکے ہماری مدد اور فکر کریں کہ ہم نے کس قدر دری سے زردی اور پلید پلید حال اپنا ظاہر کیا ہو جس سے آپ بخوبی واقف بھی ہیں کہ ہم نجات پاویں۔ اگر ہماری بھلائی اور ہم کو سنبھالنے کا آپ کو فکر اور کوشش نہیں تو آپ کو انسان بننے کی کیا ضرورت تھی اگر آپ نے اپنی ضروری خدمات ادا کرنے میں ہماری امداد نہ کی تو آپ کے ساتھ ہمارا آسمانی باپ انسانوں کا سا سلوک نہ کریگا۔ بلکہ آپ کا وہ حال ہوگا جو باغیوں اور مخالفوں کا ہوا کرتا ہے۔ ٹھیک دل سے یاد رکھو میں سچ سچ کہتی ہوں ہماری بھلائی اور بہتری کی راہ تو اور نکل آوے گی۔ پر آپ کا حال پھر رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اب آپ کی طرف سے ہم کیا اُمید کریں۔ کیا کروگے اور کیا کرسکتے ہو۔ جب اب تک اس پرانہ سالی میں ان کو فکر نہیں تو آئیندہ کیا اُمید ہے۔ اگر یہ لوگ کسی بات کو سچ کہیں۔ اور عملاً اس کو سچ بھی جانیں تو کوئی امر مانع ہوسکتا ہے کہ اس سچ کی اشاعت ہمارے درمیان نہ کریں۔ اور اس کے وسیلے ہم کو ہماری مطلوبہ زندگی نہ پہونچاویں۔ جب وہ سچ کو اوروں تک نہیں پہنچاتے تو گویا وہ زبان سے تو کہتے ہیں۔ پر عملاً اس سچائی کا انکار کرتے ہیں کب آپ نے اپنے پڑوسی گناہگاروں کو مولویوں اور قرآن کے وسیلے پنڈتوں اور وید کے وسیلے گناہ سے بچانے کے لئے اپنا آپ اور اپنا زر و مال خرچ کرکے سمجھا ہے۔ کہ روحانی مردے بچائے جائیں اور فائدہ اٹھائیں۔ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ آپ کو یہ انتظام سوجھا ہو۔

ان دونوں پہلوانوں کا حال جو مذہبی میدان میں نظر آتا ہے۔ اس کی ترجیح ہی بھلی ہے۔ ان کو یہ فکر اور سوچ نہیں کہ ہم مضبوط ہوں اور اوروں کو مضبوط کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اسی میں بہتی ہے کہ اور لوگوں کو

میں تیرے چچا کو جانتا ہوں۔ دوسرا اور تو کون ہے میں تیری ماسی اور پھپی کو جانتا ہوں میں ہی اور تو تریں گذر رہی ہے خود بچے ہوئے بچنے والوں کا فکر کیا کرتے ہیں نجات یافتہ علاج کا اظہار کیا کرتا ہے۔ جب اُن کا یہ حال ہے تو اور کس کے پاس جائیں کس کو اپنا حال زار کہہ سنائیں۔ ایک سورا باقی ہے وہ خداوند یسوع مسیح کی کلیسیا ہو جس کا ذکر آئیندہ پیش کرینگے۔

فقط (باقی اگلی تاریخ) راقم خوشنا بشیر شریف ولا۔

بچونکو بچپن میں بچانا

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

خریداران نورافشاں کو مژدہ

ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ ۱۹۱۲ء کے نئے خریداران کو جو اب سال آئیندہ کے لئے اس ماہ میں چندہ اخبار دو روپیہ آٹھ آنہ ادا کردینگے اُن کو دو ڈہائی ماہ کے اخبار اب سے برابر ملتے رہیں گے اور اُن سے کچھ چارج نہ لیا جاویگا یعنے ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء تک مفت حاصل کرینگے۔ چاہئے کہ اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھو دیں۔ بلکہ اس دینی اخبار سے جسکا منشا اور غرض صرف روحوں کی نجات ہو فائیدہ حاصل کریں۔ ایڈیٹر

(۱) کہ اُن خطروں پر غور کرنا چاہئے جو ہر ایک بچے کے بچپن کو گھیرے ہوئے ہیں۔

(۲) اُن اسباب کو دریافت کرنا چاہئے جو ہر ایک بچے کے بچپن کی نجات کا وسیلہ ہیں۔

(۳) نجات کے وسائل کے استعمال کے بہتر طریق دریافت کرنے چاہئے۔

۱۔ بچوں کا بچپن ضرور خطرات سے محصور ہے

سب سے بڑا خطرہ ہر ایک لڑکے اور لڑکی کی ذات میں پنہاں ہے اور وہ کلام میں جہالت کے نام سے نامزد کیا

گیا ہے۔ لکھا ہے کہ جہالت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے۔ امثال ۲۲: ۱۰

یہ جہالت ولا علمی اور بے امتیازی ہر ایک بچے کے بچپن کو گھیر رہی ہے۔ اور اسی کمزوری سے دیگر خطرات برپا ہوکر ہر ایک بچے کے بچپن کو معرض خطر میں مبتلا کررہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں اسباب کی ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ بچوں کی نجات کی ضرور فکر کرنی چاہئے۔

دنیا کی زندگی ایک جنگ ہے۔ اور اس جنگ گاہ میں ایسی زندگیوں کا نمودار ہونا جو زندگی کے نفع نقصان سے آگاہ نہ ہوں اور دوست و دشمن کا امتیاز نہ رکھتی ہوں۔ کوئی ہلکا معاملہ نہیں ہے۔ یہ زندگیاں بچوں کی زندگیاں ہیں اور قیمتی زندگیاں ہیں۔ وہ خطرات کے احساس سے اور خود آیندہ کے امتیاز سے محروم زندگیاں ہیں۔ وہ زندگی کو نقصان دینے والے اسباب کا مقابلہ کر نہیں سکتی ہیں۔ اُن کی طبیعتیں قدرت نے سیفو پیپر کی شکل بنائی ہیں۔ کہ جس حقیقت کی انہیں آگاہی ہو جائے اُسی کی صورت کا ان پر نقش اتر آئے ہیں۔ سب سے بڑا خطرہ ہر ایک بچے کے بچپن کو انہی کی جہالت و بے امتیازی کا ہے۔

دوسرا خطرہ جو ہر ایک بچے کے بچپن کو گھیر رہا ہے۔ وہ اکثر والدین کی گمراہی اور لامذہبی اور لاپروائی کا ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ سب سے پہلے اُستاد بچوں کے اُن کے والدین ہی ہوا کرتے ہیں اور ہر ایک بچے کو اپنے والدین کے اقوال و افعال پر بڑا اعتبار و اعتماد ہوا کرتا ہے۔ وہ اُن کے قول و فعل کی تقلید کو ہی سب سے بڑی خداپرستی سمجھا کرتے ہیں۔ لیکن جب والدین خداوند یسوع مسیح کی محبت سے اور اس کی عبادت سے اور خدا کے کلام سے بے فکر ہو کر جیتے ہوں تو بچوں کی زندگی بچپن ہی سے ان روشن کے وسیلے سے خطرے میں مبتلا کردی

جاتی ہے وہ ان کو کبھی الٰہی ہدایت نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ انہیں اپنی گمراہیوں اور بدراہیوں کی پیروی پر مجبور کر کے ہلاکت کی راہ پر ڈال دیتے ہیں۔ بس یہ ایک خوفناک خطرا ہے جو والدین کی طرف سے پیدا ہوا کرتا ہے۔

تیسرا خطرا مکتبی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔ مکتبی تعلیم میں جس قدر زور علوم دنیوی کی تحصیل پر دیا جاتا ہے۔ اُس کا ہزارواں حصہ بھی مذہبی تعلیم پر نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی والدین کا لڑکا دنیوی علوم کی تحصیل میں ہوشیار ہووے تو والدین اس سے خوش ہوتے ہیں اور دینی تعلیم و مسیحی چلن اور اخلاق میں خواہ کورا ہووے اسبات کی چنداں پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس کا اکثر ایسا نتیجہ ہوتا ہے کہ بچوں کی زندگی میں سے خاصہ مذہبی مرجاتا ہے اور بڑے ہو کر وہ مذہب اور اس کی پابندیوں کو بلائے جان سمجھنے لگتے ہیں۔

ہر ایک بچے کا بچپن ایک چوتھے خطرے سے محصور رہتا ہے۔ اور وہ آوارہ گرد لڑکوں کی صحبت و سنگت ہے۔ جن کی رفاقت کے رفیق ہو کر بچے بچپن ہی سے بے لگام ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ بچوں کا بچپن ضرور خطرات سے گھرا ہے اور یہ خطرات ایسے ہیں جو ہر ایک بچے کی زندگی کو نقصان عظیم پہنچانیکا باعث ہیں۔ ان سے ان کی نجات ہونی چاہئے

۲۔ بچوں کے بچپن کی نجات کے وسایل۔

اگر کسی شخص سے بچوں کے بچپن کی بیماریاں وہی ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے تو ان بیماریوں سے نجات کے وسائل کیا ہیں یہ حقیقت بھی غور و فکر کے لائق ہے۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ صرف بچوں کی بلکہ تمام جہان کے لوگوں کی نجات کا وسیلہ خداوند یسوع مسیح کی موت سے کفارہ ہے گو ہم اسبات کا انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ خدا نے تمام عمر کسی کی نجات کیلئے دیگر ادنےٰ وسائل بھی استعمال ہوتے ہیں پر ہم اُن ادنےٰ وسایل کی تلاش بھی کریں کہ جنکے استعمال سے ہر ایک بچہ خداوند یسوع مسیح کی موت سے کفارے کی دولت کا وارث ہو جائے میرے خیال میں بچوں کے بچپن کی نجات کے وسایل یہی ہیں جنکو یاد رکھنا چاہئے۔

سب سے بڑا وسیلہ بچوں کے والدین کی مسیحیت ہے۔ بچوں کی نجات کے لئے ضرور ہے کہ اُن کے والدین نجات یافتہ ہوں اُن کی زندگیاں خدا کے فضل کی فتح کے جھنڈے ہوں۔ وہ مصلوب کی سکونت گاہیں ہوں۔ وہ مسیح کے زندہ خطوط ہوویں۔ ان کے اقوال و افعال پر خدا کا کلام کندہ ہو۔ اُن کے دلوں میں الٰہی اعتبار کا نور تاباں رہے اور ان کے گھروں میں روحانی قربانیاں خدا کو گذرانی جاتی ہوں۔ اور وہ سمجھتے ہوں کہ بچے خدا کی عظیم نعمت ہیں جو اضحاق کی طرح خدا کو قربانگاہ پر گذرانتی ہے اور ان کے ذریعہ سے بچوں کی زندگی میں مسیح کی محبت کی شکل نمایاں پائی جائے۔ غرضیکہ والدین کی مسیحیت بچوں کے بچپن کی نجات کا ضرور وسیلہ ہو۔ اگر والدین مسیحیت سے خالی ہوں تو یقین سمجھئے کہ بچوں کا بچپن نجات نہیں پا سکتا۔

دوسرا وسیلہ خدا کے کلام کی تعلیم و تربیت ہے۔ کلام کہتا ہے حماقت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے۔ پر تربیت کی چھڑی اُسے اس میں دور کر دیگی امثال ۲۲:۱۵

تعلیم و تربیت ایک ہی شے نہیں ہے تعلیم کے ذریعہ سے لڑکوں کو علم الٰہی سکھلایا جا سکتا ہے۔ ہمیں لڑکوں کو کلام خدا ضرور سکھانا چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو بائبل حفظ کرانا چاہئے۔ مگر یہ سب کچھ بے سود ہے۔ اگر اس تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو۔

آجکل کی تعلیم میں بڑا عیب یہ سمجھا جاتا ہے کہ بچے بہت کچھ سکھائے جاتے ہیں اور اسی پر اُستاد کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور تعلیم کے معانی تربیت خیال کئے جاتے ہیں۔ پر در حقیقت یہ بات نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچوں کا بچپن نجات یافتہ ہو تو ضرور ہے کہ ہم خدا کے کلام کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت کریں۔

باقی آئندہ

شعر و سخن

غزل

(مریضان عصیاں کا طبیب یسوع مسیح ہے)

از نتیجہ طبع جناب مسٹر ایم۔ جے سٹیفنس صاحب شوکت دہلوی، دام اقبالہ ہیڈ مشن برانچ سکول متعلق رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

لطف جیسے جو مرے حال پہ اس آن نہ ہوا
کار مشکل ہی مرا ہائے آساں نہ ہوا

تھا اکرام ترا مجھ پہ جو تاباں نہ ہوا۔
چاک یہ پردۂ تاریکئ عصیاں نہ ہوا۔

مجھ پہ جو بھی سرکار کا احساں نہ ہوا
پورا اک روز دل زار کا ارماں نہ ہوا

رنج و غم بھی نہ ہوئے وقت نزع میرے رفیق
حالت غیر کا میری کوئی پرساں نہ ہوا

میری تقصیر پہ زاہد یہ ملامت! توبہ
میں فرشتہ ہوا پھر پتلۂ نسیاں نہ ہوا

جس کا ایمان رہا مسیح پہ اس دنیا میں
حشر کے روز ذرا بھی وہ پشیماں نہ ہوا

انبیا آئے جہاں میں تو شریعت لیکر
کار رحمت تو کسی سے بھی نمایاں نہ ہوا

آئے کتنے ہی رسول اور پیغمبر ہر چند
جز یسوع کوئی مداوائے مریضاں نہ ہوا

ایک مدت سے ہے انبار طلبگار سخن
تجھ سا شوکت کوئی گویا جو سخنداں نہ ہوا



مضامین

پاکیزگی

بعض ایسی مشتقیہ ہوتی ہیں کہ جو زندگی تلف کئے بغیر نہیں چھوڑتی ہیں ایسے مطالعہ سے درگزر کرنا چاہئے کیونکہ جب ہم ان بری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ضرور ہمارے خیالات ان باتوں کو اپنے اندر لے لیتے ہیں اور یہ بھی ایک قسم کی بری صحبت ہو۔ ہم ان کتابوں کو ہی مطالعہ میں رکھیں جن سے انسان کا کیرکٹر نیک بنتا اور اس کے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں۔ ہم میں سے اگر کوئی کسی کو بری کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے اس بری صحبت سے بچانے خاصکر ہمارے نوجوانوں کو اس طرف زیادہ غور کرنا چاہئے۔ ہم یہ بات یاد رکھیں کہ بری کتابوں کا مطالعہ ہمیں پاکیزہ ہونے کے خیال سے روکتا ہے۔

(۵) ہم کسی نہ کسی کام میں مشغول رہیں۔ جس وقت ہم بیکار رہتے ہیں۔ برے خیال یا بری خواہشیں ہمیں دق کرتی رہتی ہیں۔ اور بسا اوقات ہمیں اس آزمائش میں گرا دیتی ہیں کہ جو تھوڑی دیر میں ہماری زندگی کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ پس جب ہم بیکار ہیں یا فرصت کے وقت اپنے گھر میں ہیں بائبل کا مطالعہ کریں۔ یا اور کسی ایسی کتاب میں دل لگائیں جو روحانی ترقی کا زینہ ہو۔ ہم کسی وقت بیکار نہ بیٹھیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان ہمارے خیالوں اور ارادوں کے ذریعے ہمارے اندر داخل ہو جائے اور ہمیں پاکیزگی سے بالکل علیحدہ کر دے۔ یہ پانچ اصول ہیں جن سے انسان پاکیزگی کی طرف عروج کرتا ہے۔ چاہئے کہ ہم ان پر غور کریں

از خیالات

ثاقب لودیانوی

انتخاب الاخبار

کیا یہ لڑائی اسلام اور عیسائیت کے درمیان ہے

روزنامہ زمیندار نے اپنی ۲۲ نومبر کی اشاعت میں سیر ایک نظم میں اس لڑائی کو اسلام اور عیسائیت کی لڑائی قرار دے کر ذیل کے قابل اعتراض شعر چھاپے ہیں۔

اٹلی جو غضب روز کی مہمان دیکھنا — ہوتے ہیں فتحیاب مسلمان دیکھنا
یہ جنگ اور جنگ کے عنوان دیکھنا — دیگا شکست کفر کو ایمان دیکھنا
مسلم طرابلس میں منائینگے قبر عید — پاپا کی بھیڑ ہوتی ہے قربان دیکھنا
روما میں ہم سنینگے صدا لا الہ کی — انجیل کا سجادہ قرآن دیکھنا
چار روز گنج حرم نبی کا بنائینگے — پاپا کو ایک روز مسلمان دیکھنا
آنچ اس پہ آنے پائیگی ہرگز نہ حشر تک — اسلام کا خدا ہے نگہبان دیکھنا
عربوں فخیاں میں یہ طاعت حق کی — ملنے کے پیشوا ان کا ایمان دیکھنا

کرتی ہے شان مصطفوی وعدہ تو ہے
ترجیح شام میں میرے احسان دیکھنا

اخبار ہندوستان

نورافشاں ۔ جو طریقہ تحریر کا مختصر زمیندار نے اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ نہایت درجے کا اشتعال دینے والا ہے ہم کو افسوس ہے کہ ہمعصر بے باکانہ ایسی شعلہ زن تحریر کس طرح شائع کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو اس کی سطروں پر نوٹس لینا چاہئے۔ ہم ہمعصر کی اکثر اس قسم کی تحریریں کو پڑھکر از حد حیران ہو جاتے ہیں۔ ہمعصر کی تحریریں غضب کے جوش دلانے والی ہیں۔ جس کا اثر برا پڑتا ہے۔ خواہ کچھ ہو۔ اس اخبار کی قدر اسلامی عالم میں خوب ہوئی ہے جس کے سبب سے ہمعصر کا اس قسم کا حوصلہ بڑھ رہا ہے

مہابھارت کا انگریزی ترجمہ

آکسفورڈ یونیورسٹی کے مسٹر میکڈانلڈ مہابھارت کا انگریزی میں ایک عمدہ ترجمہ تیار کر رہے ہیں جس کی چھپائی وغیرہ میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ لاگت آ جائیگی۔ اس میں ۲۰ ہزار کی تقریباً مدد مل چکی ہے۔ چند روز ہوئے پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ میں اس ترجمہ کی امداد کا سوال پیش ہوا تو ممبران یونیورسٹی نے ۲ ہزار کی امداد دینے کی سفارش کی۔ امید کی جاتی ہے کہ یونیورسٹی پنجاب یہ امداد دینا منظور فرمائے گی (ہندوستان)

اخبار زمیندار کو ایک مسلمان کا مشورہ

لودیانہ کے مقدمہ عصمت دری کو اخبار زمیندار نے ہندو مسلمانوں کا نازیبا سوال بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس پر چند اخبارات مسلمان۔ ملت لاہور اور سول اینڈ ملٹری گزٹ لودیانہ نے صاف الفاظ میں لکھا تھا کہ ایسے شرمناک مقدمات کو ہندو مسلمانوں کا سوال بنانا نہایت نادرست ہے۔ بلکہ اصلی ملزم خواہ کسی قوم کے ہوں ہر حالت میں ہی قابل سزا ہیں۔

لیکن اب لاہور کے ایک مسلمان سراجدین نامی نے بذریعہ چٹھی اخبار زمیندار کے ایڈیٹر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ جنگ اٹلی و ٹرکی کے متعلق مسلمانان ہند میں نازیبا جوش اپنے شرانگیز مضامین کے ذریعہ پھیلائے۔ اس چٹھی کے آخر میں ایڈیٹر زمیندار کو لکھا گیا ہے۔

اور امید ہے کہ آپ اس دوستانہ مشورہ سے ناراض نہ ہونگے اس لئے کہ یہ میں چٹھی قوم کی اغراض کو مد نظر رکھکر لکھ رہا ہوں۔ لیکن اب بھی آپ اگر باز نہ آئے اور برابر اشتعال انگیز مضامین شائع کرتے رہے تو وہ روشن خیال اور سر برآوردہ مسلمان جنہوں نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ آپ کو یہ چٹھی لکھوں علے الاعلان ظاہر کر دیں گے۔ کہ وہ اس شرانگیز فتنہ سے جو

آپ کے اخبار کے ذریعہ سے پھیلایا جا رہا ہے۔ بری الذمہ ہیں مگر ہمارے دوست ایڈیٹر زمیندار کی طبیعت کچھ قدرتی ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہندو اخباروں کے مشورہ کو تو کیا مانے۔ اپنے دوراندیش اہل قوم کے مشورہ پر بھی بگڑتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سراجدین صاحب کی اس چٹھی پر دو ڈہائی صفحہ ان کو برا بھلا کہنے اور اپنی صفائی دکھانے میں سیاہ کئے ہیں۔ اُن کی اس ہٹ اور طرز تحریر کو اب کوئی کس طرح دور کر سکتا ہے۔ (راجپوت گزٹ)

بادشاہ کے ہاتھ سے دہلی میں ایک بڑ کا درخت لگانیکی تجویز

ضلع جھنگ کے ایک زمیندار نے تجویز پیش کی ہے کہ دربار تاجپوشی کے قریب دربار کے روز شہنشاہ معظم کے دست مبارک سے دہلی میں بڑ کا درخت لگوایا جاوے۔ جس سے کئی ہزار سال تک اس موقعہ کی یادگار قائم رہ سکتی ہے۔ (ر)

اس میں اسلام کی کیا ہتک ہے؟

گذشتہ ہفتہ لکھا گیا تھا کہ ایک معزز ایرانی کا مال ایران کے سپاہی سرکاری ٹیکس نہ دینے کی علت میں ضبط کرتے وقت روسی سفیر متعینہ ایران نے ذرا بری طرح سے پیش آئے تھے۔ جس نے ضبطی کارروائی میں مداخلت کی تھی۔ اس پر روس نے آگ بگولا ہو کر گورنمنٹ ایران سے مطالبہ کیا کہ وہ اس قدر رقم تاوان میں دیوے۔ اور روس سے معافی مانگے۔ ورنہ صوبجات جیلان اور طیش میں بدنظمی دور کرنے کے لئے روس اپنی فوجیں روانہ کریگا اس پر کلکتہ کی انجمن ہلال احمر کے سکرٹری صاحب نے انگلستان کے وزیر معاملات خارجیہ کو کلکتہ کے ایک جلسہ کی کارروائی روانہ کی ہے۔ (ہندوستان)

میکسو اور چینیوں کے قتل کا معاوضہ

چند ماہ ہوئے امریکہ کی جمہوری سلطنت میکسیکو میں ایک انقلاب انگیز ہنگامہ ہوا تھا جس میں بہت کچھ کشت و خون ہوا میکسیکو میں کئی ہزار چینی بھی رہتے ہیں۔ جو مختلف قسم کے کاروبار کرتے ہیں۔ باغیوں نے کشت و خون میں اندھا دھند کے ساتھ کیا کہ ۲۰۵ چینی بھی مارے گئے۔ چونکہ غیر ملک کی رعایا کی حیثیت سے ان کا نہ میکسیکو کے انقلاب پسندوں اور نہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق اور نہ انہوں نے انقلاب یا اس کی مخالفت کرنے میں حصہ لیا تھا۔ اس لئے گورنمنٹ چین نے میکسیکو سے اُن کے قتل کا معاوضہ طلب کیا تھا۔ اس مطالبہ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اور میکسیکو نے چین کو ۱۰½ لاکھ ڈالر تاوان دینے کا اقرار کیا ہے (ہندوستان)

یورپ کے شفاخانے

حکیم اجمل خاں دہلوی نے طبی کانفرنس لکھنؤ کے اجلاس میں اپنا دلچسپ مشاہدہ یورپ کے شفاخانوں کے متعلق بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سب سے پہلے لندن کے شفاخانے دیکھے۔ لیکن پیرس میں "اسپیتل" دی لا پی ٹیے" کو دیکھنے کے بعد میں سمجھا کہ غالباً تمام یورپ میں اس سے بہتر شفاخانہ نہ ہوگا۔ یہ شفاخانہ نہیں بلکہ چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اس کی عمارت نہایت صاف اور ستھری ہے۔ ایک بہت بڑا انجن اس شفاخانہ کے مختلف کاموں کے لئے ایک طرف لگا ہوا ہے۔ سینکڑوں آدمیوں کے لئے ایک عالیشان باورچی خانہ دوسری طرف بنا ہوا ہے جس پر کئی لاکھ روپیہ صرف ہوتے ہونگے۔ بیماروں کے رہنے کے لئے مختلف امراض کے لحاظ سے جدا جدا خوبصورت اور عالیشان وارڈ بنے ہوئے ہیں جنہیں دیکھکر محلات کا شبہ ہوتا ہے۔ وہاں بیماروں کے لئے جو بستروں سے اٹھ سکتے ہیں۔ وارڈ کے قریب ایک صاف اور ستھری گملوں سے آراستہ نشستگاہ بنی ہوئی ہے۔ جہاں وہ باہم بیٹھکر گفتگو کر سکتے ہیں شفاخانہ کے افسروں اور ملازموں کے لئے ایک بہت بڑا ہال ہے جہاں کھانے کی میزیں قرینے سے لگی ہوئی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت اچھا ریسٹوران ہے۔ اسی احاطہ میں ملازمان شفاخانہ کے لئے خوبصورت مکانات بنے ہوئے ہیں جو اپنی خوشنمائی کی وجہ سے شفاخانہ کی زینت کو دوبالا کر رہے ہیں۔ (ر)

روس و ایران

(لندن ۲۴ نومبر) سر ایڈورڈ گرے نے ہوس آف کامنز میں مسٹر اپ سن جی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے۔ بیان کیا کہ روس نے جو مطالبات ایران سے کئے ہیں۔ اُن کی تعمیل نہیں ہوئی ہے۔ سر ایڈورڈ گرے کو معلوم ہوا کہ اب اُن کی تعمیل کا ارادہ موجود ہے۔ مگر غالباً اس میں ابھی کچھ دن لگیں گے۔ اسی اثنا میں روسی سپاہ روانہ ہو چکی ہے۔ اور کچھ رشت میں پہونچ بھی گئی ہے۔ سر ایڈورڈ گرے نے بیان کیا کہ سرکار انگریزی نے اس معاملہ میں روسی گورنمنٹ سے خط و کتابت کی ہے۔ اور اسے یقین دلایا گیا ہے کہ روسی سپاہ عارضی طور پر صرف اطمینان کی غرض سے بھیجی گئی تھی۔ (اہلحدیث)

سفر امریکہ

گذشتہ سے پیوستہ

بعد اُس کے جزیرہ کریٹ Crete کے نزدیک سے گذرے۔ جہاں مقدس پولوس رسول کی زندگی کا واقعہ یاد آیا کہ اگرچہ یہ ویران سا جزیرہ ہے اور باشندے اُس وقت جنگلی تھے۔ تاہم مقدس پولوس کا وہاں جانا بہتوں کی برکت کا باعث ہوا۔ چار دن کے بعد پورٹ سعید پہونچے۔ یہاں سے یافا جہاں شمعون دباغ کے یہاں مقدس پطرس مہمان تھا صرف چھ گھنٹے کی راہ ہے۔ اور یافا سے یروشلم بذریعہ ریل چار گھنٹے کی راہ ہے۔ یروشلم سے دمشق تک بھی ریل ہے۔ ہمارے ساتھ جہاز میں دو یہودی بھی تھے۔ جو یروشلم میں رہتے ہیں۔ اُن میں سے ایک جس کا نام لیوی ہے انگریزی جانتا تھا خداوند مسیح کے بارے میں اس کی وہی رائے تھی جو خداوند کے وقت کے فقیہوں اور فریسیوں کی تھی کہ وہ محض انسان تھا اور بہت پارسا اور نیک استاد تھا اور جو کچھ بیان انجیل میں اُس کی زندگی اور معجزوں کا پایا جاتا ہے اس کو درست نہیں مانتے۔ ان یہودیوں کی حالت ذرا نہیں بدلی۔ وہ ابھی تک مسیح کی پہلی آمد کی انتظاری میں ہیں۔ اور بدستور عبادتخانوں میں پرانے فیشن کی نماز ادا کرتے ہیں۔ سبت کو مانتے ہیں وغیرہ۔ ایک دن کے بعد سویز پہونچے یہ جگہ دو بحر اعظموں کو ملاتی ہے اور یہاں سے قاہرہ بہت نزدیک ہے یعنی وہ جگہ جہاں دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے شائستگی پائی گئی۔ یہاں قبل از مسیح دو ہزار چھ سو سال ایک بڑی بھاری سلطنت جو باقاعدہ بادشاہ کے ماتحت تھی موجود تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جس وقت کی دستکاریاں اور نمایاں کام آج دنیا کے عجائبات میں سے گنے جاتے ہیں مثل مصر کے مینار اور ممیز Mummies یعنی لاشیں جو طرح طرح کے مصالحوں سے محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ یہ لاشیں عرصہ تین ہزار یا اس سے زیادہ سے اس حالت میں رکھی ہوئی ہیں۔

باقی دارد

ناظرین نور افشاں کو خوش خبری

ہم نے نور افشاں کے تمام کالمس دینی مضامین کیلئے مخصوص کر دیئے ہیں۔ سوا خبروں کے تمام دینی مضامین عمدہ اور مفید درج اخبار ہوا کرینگے۔ انگریزی مفید کتابوں کے ترجمے بھی درج ہونگے۔ ایک صاحب نے دو تین انگریزی کی مفید کتابوں کا ترجمہ کرنیکا وعدہ بھی لیا ہے۔ شروع سال سے ہر ہفتہ ایک مختصر وعظ بھی اخبار میں درج ہوا کریگا۔ تاکہ مبشروں اور استادوں کو فائدہ پہونچے۔ نامہ نگاروں سے عرض ہے کہ اگر عمدہ عمدہ مضامین ہر ہفتہ نہیں تو چند یوم کے بعد ایک مضمون ضرور بھیجا کریں۔ اگر کوئی صاحب کسی قسم کی اصلاح نور افشاں کے متعلق دینا چاہے تو اُس پر خوشی سے غور کر کے عمل کیا جاویگا۔ ہم اس دینی اخبار کو مفید عام بنانا چاہتے ہیں۔ مگر لائق نامہ نگاروں کی خاص توجہ کی بڑی ضرورت ہے۔ ایڈیٹر و منیجر نور افشاں لودیانہ

اطلاع ضروری

بذریعہ اس اطلاع کے ہم حسب معمول بہت سی دقت سے بچنے اور اپنے خریداران کو زیادہ تقاضہ کرنے کی فضول کوشش سے بری رکھنے کی نیت سے مشتہر کرتے ہیں کہ شروع ماہ جنوری ۱۹۱۲ء کا نور افشاں ان صاحبان کے نام جنکا چندہ بقایا بابت ۱۹۱۱ء اور نیز زر پیشگی ۱۹۱۲ء واجب الادا ہوگا وی پی بھیجینگے۔ ہمارے خیال میں وی پی بھیجنے اور وصول کرنے کا قاعدہ جیسا کہ بعض سمجھتے ہیں بے عزتی کا باعث نہیں بلکہ ایک بزنیس کا قاعدہ ہے جس سے خریداران کو منی آرڈر کروانیکی تکلیف سے آزادگی ہوتی ہے۔ چونکہ اخبار نور افشاں کی قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔ اس لئے جن صاحبوں کی طرف سے بقایا اور ۱۹۱۲ء کا چندہ وصول نہیں ہوا ہوگا۔ ناچار اُن کا اخبار بند کر دیا جائیگا۔

منیجر نور افشاں لودیانہ۔

اطلاع

اطلاع دیجاتی ہے کہ انڈیا سنڈے سکول یونین کی طرف سے انجمن عالم تلاوت کنندگان بائیبل کی فہرستیں بابت ۱۹۱۲ء اردو فارسی میں تیار ہیں جن کی قیمت ایک آنہ فی کاپی سالانہ ہے ذیل کے پتے سے مل سکتی ہیں۔

مس این۔ وائیلی مشن کمپونڈ
لودیانہ پنجاب

اشتہار

بہت سی مندرجہ ذیل چیزیں ارزاں قیمت پر مل سکتی ہیں۔ گراموفون ڈبل کمانی ۴۵ سے ۶۵ ریکارڈ ڈبل پلیٹ عہ فی درجن۔ گھڑیاں سب قسم ۲ سے لیکر ۵۰۰ روپیہ تک۔ بائیسکل ڈبل تار ونکا سٹہ لیمپ اور آرائش ... سے ... تک۔ دستی ہارمونیم ... سے ... تک۔ پاؤں کا ہارمونیم ... سے ... تک۔ لوہے اور پیتل سے ظروف کپڑے تیار کئے ہوئے۔ گھڑ دوڑ کی گاڑی سٹیشنری چمڑا بوٹ اور جوتیاں اور ہر قسم کا سامان کفایت مل سکتا ہے۔ میسرز ایلی اینڈ کرسٹوفر کمیشن ایجنٹس ۲۶ تقریباً کامایا بلڈنگ لوئر پیرل بمبئی۔

ضرورت

لڑکیوں کے ایک مشن اسکول کے لئے ایک میٹرن کی ضرورت ہے۔ جو علاوہ میٹرن کے کام کے اپر پرائمری تک تعلیم بھی دے سکے اور ساتھ ہی کھانا بھی پکا سکے۔ ذیل کے پتہ پر درخواستیں کرنی چاہئیں۔

المشتہر

مس سٹرکلینڈ۔ ترنتارن۔ ضلع امرت سر۔

ہم اپنے اخبار کے اس ایشو کے ساتھ اپورتھ لیگ کے جنرل سکرٹری صاحب کی طرف سے لکھا ہوا تتمہ روانہ کرتے ہیں جو شراب کی بیخ کنی کی نسبت ہے یہ پرہیزگاری کے متعلق ہے جو جو نقصان اور بربادیاں اس بری عادت شراب خوری سے ملکوں کو پہونچ چکے اور پہونچ رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں ملک کی بیشمار دولت اس زہریلے اور ہلاک کن مہلک چیز پر صرف ہوتی ہے۔ یہ شکر کا مقام ہے کہ اب اسکے برخلاف ملک کے بہی خواہ لوگوں نے اپنی عنان توجہ لگائی ہے اور جگہ بجگہ مختلف کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ جو اسکے دور دفع کرنے کے درپے ہو رہی ہیں۔ خصوصاً ہمارے مسیحی بھائیوں کو تو اس بلا سے بچنے کی از حد کوشش کرنی چاہئے۔ اور اب اس آئندہ سال کے شروع ہی سے مضبوط ارادوں کے ساتھ اس کی مخالفت کا بیڑا اٹھانا چاہئے تاکہ اس موذی چیز کا استعمال بالکل ترک کیا جاوے۔ اور اس کے بجائے نیک کاموں کی طرف اپنا زور و طاقت صرف کر سکیں جس سے ملک کی بہتری منصور ہو۔ چاہئے کہ ناظرین بنہایت غور سے اس ضمیمے کو پڑھیں اور کوشش کریں کہ یہ شراب خوری کا برباد کرنیوالا دستور ملک سے بالکل دور دفع ہو جاوے۔ اگرچہ تمام مذاہب اسکے برخلاف فتوے دیتے ہیں پر نہایت افسوس ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ اسکے پنجے میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

رسید زر ڈاکٹر آئی۔ یو۔ نامس ۱۹۱۲ء ۲ عہ۔ ڈاکٹر ایم داس اشتہار عہ مسز جوہلی رام ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر بی۔ پال ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری ڈبلیو ایل ہیفیل اشتہار عہ۔ مسٹر جی۔ آر فالکن ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر عنایت اللہ ۱۹۱۲ء عہ۔ بابو خیرالدین ۱۹۱۲ء عہ

پادری ڈیڈ لینکاسٹر ۱۹۱۲ء عہ

آر ڈبلیو بیکین ۶ ماہ عہ

بابو لارنس ٹیلر عہ

مسٹر مظہر حسین ۶ ماہ عہ

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ میں گری و مروڑ کچھ نہیں ہوگی۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ فرق نہیں ہوگی۔ یہ دوائی برسوں سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں۔ یہ گولیاں گول ہیں شیشی میں بند ہیں مقدار ہر شیشی میں گولیاں برابر ہیں ہر سال دار کو ایک روپیہ کم جانتے۔ قیمت ۱۲ گولیوں کی شیشی عہ ایک سے چھ شیشی تک محصول ڈاک عہ

درد اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لطیفہ بیمار ہو جاتا ہے۔ یہ دوا فوراً ... درد ... نصف سر میں ہو تو درد ہو جاتا ہے۔ اس کے خواص و عام کو اس دوائی کا پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت عہ ٹکیوں کی محصول ڈاک ایک سے چھ شیشی تک عہ ہے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۸۶ء

پر فضا محل وقوع

مستند اُستادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات۔

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ عہ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں عہ یا زیادہ عہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرڈول و کیرم وغیرہ دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا عہ سے عہ تک کرڈول عہ

مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں۔

پرسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے بڑا فنڈ ہے۔ اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۱۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس کا حساب اب بینک میں ۳۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے اور قواعد پراسپیکٹس اردو انگریزی منیجر رائٹ گڑ پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب معہ محصول عہ

غیر ممالک سے عہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عہ	صہ	عہ
چوتھائی کالم	صہ	عہ	للعہ
نصف کالم	عہ	للعہ	للعہ
پورا کالم	للعہ	عہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	عہ	۱

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ایم ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام دائی برادرز چھپا۔